در کفے جامِ شریعت در کفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

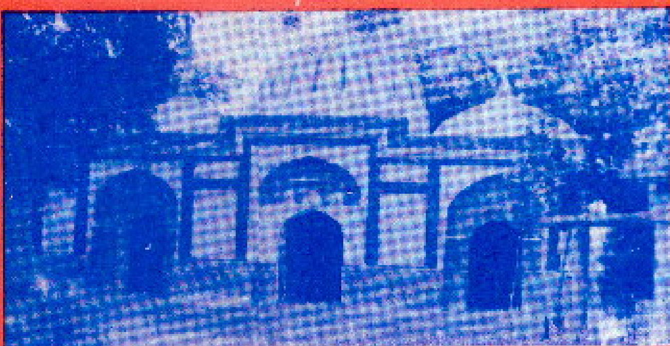

بیادگار

حضرت ابوالبرکات سید حسن قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

پشاور

الحسن

شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا علمی مجلہ بیادگارِ حضرت آغا ابو البرکات سید حسن صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ

پندرہ روزہ

رجسٹرڈ نمبر

پی ۳۶۹

مدیر اعلیٰ
فقیر محمد امیر شاہ
قادری گیلانی

منتظم اعلیٰ
سید غلام الحسنین
قادری گیلانی

الحسن پشاور

شمارہ نمبر ۱۱۳ تا ۱۱۶

جلد نمبر ۱۰

۱۶ جولائی تا ۳۰ اگست ۱۹۹۷ء

ربیع الاول / ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ

مدیر اعلیٰ فقیر محمد امیر شاہ قادری گیلانی نے رضوان پرنٹرز قصہ خوانی بازار پشاور سے
طبع کرا کے یکہ توت پشاور سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبا بحسنِ ادب گو تو غوثِ اعظم را
خدا سپرد بہ تو کارِ ہر دو عالم را
تو آں شہی کہ کنی رد قضائے مبرم را
بری ز خاطرِ ناشاد محنت و غم را

شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ

غوث اعظم نمبر

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرہ	مدیرِ اعلیٰ	۴
۲	نعت شریف	ساغر صدیقی	۷
۳	تفسیر القرآن الحسنیہ	مدیرِ اعلیٰ	۸
۴	تجلیاتِ غوثیہ	مدیرِ اعلیٰ	۱۰
۵	نورِ عینینِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) (منقبت)	شاہ محمد حسین کچھوچھوی رح	۱۱
۶	محبوب سبحانی، غوث الصمدانی	شاہ عبدالغنی قادری رح	۱۲
۷	حضور غوث پاک رض کے والدینِ ذی وقار	سیّد محمّد یاسر قادری	۲۶
۸	فتوح الغیب	مولانا عبدالماجد دریابادی	۳۴
۹	اِدھر بھی نگاہِ کرم غوثِ اعظم رض (منقبت)	اکبر الہ آبادی	۴۱
۱۰	ملفوظاتِ غوثِ اعظم رض	سیّد نور الحسنین قادری گیلانی	۴۲
۱۱	استفتاء مع الجواب (کراماتِ غوثِ اعظم رض)	علامہ مفتی خلیل الرحمٰن نقشبندی	۴۶
۱۲	جمعیّت سادات کی پہلی سالانہ محفلِ نعت	سیّد محمّد یاسر قادری	۹۳

شذرہ

بڑی گیارہویں شریف

مدیر اعلیٰ

حضرت غوث اعظم، قطب ربانی، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، شہباز لامکانی، ہیکل یزدانی، ابو محمد محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو دنیا بھر میں منایا جاتا ہے جسے عرف عام میں "بڑی گیارہویں شریف" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس موقع پر جناب پیران پیر دستگیر رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے ختم غوثیہ پڑھا جاتا ہے درود و سلام، ذکر و فکر، نعت خوانی کے علاوہ حضور غوث اعظم کے مناقب بیان ہوتے ہیں اور لنگر تقسیم کیا جاتا ہے اس کی ابتداء کے متعلق حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ گیارہ ربیع الثانی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہلم مبارک منایا کرتے اور اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایصال و ثواب کے لئے ختم شریف دلواتے اور لوگوں میں کھانا تقسیم فرماتے۔ اس نیاز کو اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ پھر آنجناب رضی اللہ عنہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو اس کا اہتمام فرمانے لگے اور بعد ازاں یہ غوث اعظم کی گیارہویں مشہور ہو گئی"۔ (خلاصۃ المفاخر بحوالہ سیرت غوث اعظم از میاں ظاہر شاہ ص ۴۳)

بلاد عرب و عجم میں گذشتہ آٹھ سو سال سے علماء و مشائخ (اہل سنت) کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ گیارہ ربیع الثانی کو حضور سیدنا غوث الثقلین کے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کی تقریب منعقد کرتے چلے آتے ہیں ہندوستان کے جلیل القدر محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم نے اپنے سردار، امام و عارف کامل حضرت شیخ عبدالوہاب قادری متقی قدس سرہ کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے یوم عرس کی محافظت و پابندی فرماتے ہوئے دیکھا ہے، علاوہ ازیں ہمارے شہروں میں دیگر مشائخ کے نزدیک بھی گیارہویں مشہور و متعارف ہے"۔ (ماثبت بالسنۃ ص ۱۲۷)

اسی طرح محدث ہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب " کلمات طیبات " میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوتے لکھتے ہیں۔

"میں نے خواب میں ایک وسیع چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ دوزانو اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ تکیہ لگا کر بیٹھے ہیں استغنا ماسوا اللہ اور کیفیات و فنا آپ میں جلوہ نما ہیں پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے استقبال کے لئے جا رہے ہیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور ایک گلیم پوش بزرگ برہنہ پا ننگے سر، الجھے ہوتے بال آپ کے ساتھ جس کا ہاتھ امیر المومنین نے نہایت عزت و احترام سے اپنے دست اقدس میں تھام رکھا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جواب ملا یہ خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں اس کے بعد ایک حجرہ شریف نظر آیا جو نہایت ہی صاف و شفاف تھا اور اس پر انوار و تجلیات الٰہی کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو ایک بزرگ نے جواب دیا آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس ہے اور یہ تمام حضرات اس عرس کی تقریب میں شمولیت کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ کلمات طیبات ص

سبحان اللہ! گیارہویں شریف کی عظمت و تقدس کا اندازہ لگائیں کہ جس تقریب میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی عظیم الشان اور عالی قدر ہستیاں شریک ہوتی ہوں وہاں فیوض و برکات کے نزول کا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے دراصل گیارہویں شریف کی تقریب سعید ارشاد ربانی فاذ کرونی اذکر کم (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا) کی واضح دلیل اور روشن مثال ہے کوئی بھی صاحب بصیرت اس کی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ حضور غوث پاک رضی نے خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کی جو عبادت و ریاضت کی ہے دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ۲۵ سال تک عراق کے جنگلوں، بیابانوں اور صحراؤں میں اس طرح عبادت میں مشغول رہے کہ کوئی آپ کو نہیں جانتا تھا اور پھر جب امر الٰہی کے مطابق عوام الناس کی اصلاح کے لئے درس و تدریس

اور دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع فرمایا تو تب بھی یادالٰہی کا یہ عالم تھا کہ چالیس برس تک عشاء کے وضو سے اشراق کی نماز ادا فرمائی۔ پس بارگاہ الٰہی سے یہ انعام ملا کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی مخلوق خدا، محبوب سبحانی کی یاد منارہی ہے چنانچہ شہر شہر، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ، گھر گھر گیارہویں شریف کی محافل ومجالس اور نیاز کا اہتمام کیا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس ذوق وشوق اور عقیدت ورحمت میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فیوض وبرکات سے زیادہ سے زیادہ بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قطعہ

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرورِ اولادِ آدم، شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

نعت شریف

ساغر صدیقی

لبوں پہ جس کے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام رہتا ہے
وہ راہ خلد میں محو خرام رہتا ہے
جو سر جھکاتے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانے پر
زمانہ اس کا ہمیشہ غلام رہتا ہے
ہمیں نہ چھیڑ کر وارفتگان بطحا میں
ہمیں تو شوقِ مدینہ مدام رہتا ہے
وہ دو جہاں کے امیں ہیں انہی کے ہاتھوں میں
سپرد کون و مکاں کا نظام رہتا ہے
جو غمگسار ہے نادار اور غریبوں کا
وہ قدسیوں میں بھی عالی مقام رہتا ہے
لگن ہے آلِ مدینہ کی جس کے سینے میں
وہ زندگی میں بہت شاد کام رہتا ہے
ہمیں ضرورت آب بقا نہیں ساغر
ہمارے سامنے کوثر کا جام رہتا ہے

تفسیر القرآن الحسنیہ

مدیر اعلیٰ

او کلما عھدوا عھداً نبذہ فریق منھم بل اکثرھم لا یومنون (۱۰۰) ولما جآءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتو الکتب کتب اللہ ورآء ظھورھم کانھم لا یعلمون (۱۰۱)

ترجمہ۔ اور انہوں نے جب کبھی مضبوط عہد کیا تو ان میں سے ایک فریق نے اس عہد کو توڑ دیا۔ بلکہ اکثر ان میں سے ایمان نہیں لاتے (۱۰۰) اور جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے پاس (عزت والا) پیغمبر تشریف لایا۔

(وہ پیغمبر) جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو ان کے پاس ہیں وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس کتاب کو (اس طرح) اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا گویا کہ وہ جانتے ہی نہیں تھے۔

حل لغت۔ عھدو۔ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے فعل ماضی ہے وعدہ کیا انہوں نے عہد کیا عھداً عاھدو کا مصدر ہے جب فعل کے ساتھ مصدر ذکر کیا جائے تو معنی میں تاکید پیدا ہو جاتی ہے۔

نبذ اس نے پھینک دیا اس نے توڑ دیا اس نے فراموش کر دیا۔

واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے فعل ماضی ہے

ورآء پیچھے

ظھور۔ پشتیں۔ پیٹھیں

کان۔ گویا کہ۔ جیسا کہ

تفسیر۔ حسب سابق ان آیات کریمہ میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ نے بنی اسرائیل کی ان تمام بدعہدیوں کا بیان فرمایا کہ یہ لوگ من حیث القوم کس طرح اپنی کتابوں کے مطابق کئے ہوتے وعدوں سے جان بوجھ کر پھر گئے اور ان تمام مواعید کو جان بوجھ کر پس پشت ڈال دیا اور حسب قاعدہ جب

نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے جنہوں نے ان تمام وعدوں کا ذکر کر کے ان کی تصدیق کی اور ان کی سچائی کو ببانگ دہل بیان فرمایا تو انہوں نے یکسر نافرمانی کی اور انکار کا پہلو اختیار کیا یہی آپ کی شان اور عظمت اور سچائی کے واضح دلائل اور براہین کہ تم سے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہوں نے ان معاہدوں پر عمل کیا۔ اور اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جنہوں نے عمداً آپ کے اخلاق جمیلہ اوصاف حمیدہ کو پڑھ کر، سن کر، اور دیکھ کر عمداً قابل توجہ نہ سمجھا۔ بلکہ بد عہدی کے علاوہ ان کا انکار کر کے بے ایمان ہو گئے اس میں امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی دعوت فکر ہے کہ جو جو مواعید تم نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی کتاب قرآن مجید میں کئے ہیں ان پر سچائی کے ساتھ قائم و دائم رہو اور ان پر پوری توجہ التفات اور غور و فکر کر کے عمل پیرا رہو اللہ تعالیٰ نہ کرے کہ بنی اسرائیل کی یہ صفت امت مسلمہ میں پیدا ہو۔

حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی آیہ کریمہ او کلما عهدو عهداً الخ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ آیت مالک بن صیف۔ یہودی کے جواب میں نازل ہوئی جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ یہود کو اللہ تعالیٰ کے وہ عہد یاد دلائے جو حضور پر ایمان لانے کے متعلق کئے تھے تو ابن صیف نے عہد ہی کا انکار کر دیا۔"

(جاری ہے)

توحید

اے مدعی بلا گواہ تو مشرک بن کر توحید کا دعویٰ کب تک کئے جائے گا؟ کیا تجھ میں طاقت ہے کہ رات کے وقت میرے ساتھ خوفناک مقامات میں چلے کہ میرے پاس تو کوئی ہتھیار نہ ہو اور تو مسلح ہو پھر دیکھ کون گھبراتا ہے میں یا تو؟ کون دوسرے کے کپڑوں میں چھپتا ہے میں یا تو؟ تو نے پرورش پائی ہے نفاق میں اور میں نے پرورش پائی ہے توحید میں۔ لہٰذا میں بجز خدا کے نہ کسی سے ڈرتا ہوں اور نہ کسی سے پناہ لیتا ہوں۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ

تجلیات غوثیہ

مدیر اعلیٰ

اگرچہ حرکت قلب پہلے سے ہی کافی موجود تھی لیکن گریہ اور درد ان کی صحبت سے زیادہ بڑھ گیا۔ چند دن کے بعد اجازت لے کر اپنے وطن لوٹ آیا۔ وہ اثر جاتا رہا۔ اسی طرح بارہ برس تک ہر سال انکی خدمت میں آنا جانا رہا۔ جب انکی صحبت میں ہوتا تو یہ اثر زیادہ ہوتا اور جب واپسی ہوتی تو یہ اثر پھر زائل ہو جاتا۔ مگر اپنی قدیم نسبت پیروں والی ہمیشہ قائم ہی رہی۔ اس کے بعد شاہ جہان آباد آگیا۔ وہاں ایک عزیز شیخ محمد بزرگ تھے۔ اور طریقہ چشتیہ میں صاحب حال و سماع تھے۔ ان کی خدمت میں چند دن قیام رہا۔ بعض امور کا ان سے استفادہ کیا گیا۔ اور ایک اور عزیز کو دیکھا جن کا نام شیخ کلیم اللہ چشتی تھا۔ بلند پایہ عالم، بڑے زاہد اور عارف کامل تھے۔ ان سے کچھ صحبتیں ہوئیں اور انہوں نے اپنی کتاب "لقیمات" جو کہ سلوک اور تصوف کے مسائل پر مشتمل تھی مجھے عنایت فرمائی۔ اسے میں نے مطالعہ کیا۔ اس میں اکثر اشغال اور اذکار لکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے ان کی اپنی زبان مبارک سے بھی اجازت دی مگر ان سے غلبہ پیدا نہ ہوا۔

سرہند کے اطراف میں ایک بہت ہی مشہور بزرگ سید بھیک چشتی تھے۔ ہزاروں مرید رکھتے تھے وہ تمام مرید ذکر جہر میں مشغول تھے۔ اور صاحب غلبہ تھے۔ معمر اور مجرد تھے۔ چند دن ان کی خدمت میں رہا۔ اور طریقہ چشتیہ کے بعض اذکار چشتیہ کا آپ سے استفادہ کیا چشتیہ سلسلہ کے کبار وظائف میں سے ذکر سہ پایہ شہت رکنی اور ذکر محمود و بصیرا انہوں نے ارشاد فرمایا۔ انتہائی مہربانی فرما کر رخصت کیا۔

اس کے بعد سرہند آیا۔ یہاں پر میاں صبغت اللہ صاحب کی زیارتؒ کی جو حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد سے تھے۔ بہت ہی بزرگ، معمر، صاحب ارشاد اور مؤثر الحال تھے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اپنی نظیر آپ اور فرد زمانہ تھے بار بار خاص توجہات سے نوازا ان کی صحبت سے پورا پورا اثر پایا۔

حضرت میاں گل صاحب کی زیارت کی یہ بھی شیخ سرہندی کی اولاد سے تھے۔ مؤثر الصحبت اور کامل السلوک تھے۔ چنانچہ تھوڑے ہی وقت میں سالک کو سلوک کی تکمیل کرادیتے تھے۔ اس فقیر پر بہت مہربانی فرماتے۔ اپنے دادا صاحب کے مزار پر لے جا کر توجہ فرماتے۔ چنانچہ ان کی صحبت اثر

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

نورِ عینین نبیؐ

شاہِ جیلاں بمنِ زار و پریشاں مددے
نورِ عینین نبی سیّد و سلطاں مددے

حاضرم بر درِ پاک تو بصد رنج و الم
دستگیرا بمن بے سر و ساماں مددے

باامیدیکہ بہ بغداد ز ہند آمدہ ام!
مشکلم سہل کن و بر من حیراں مددے

بر دلِ مردہ من یک نظر لطف بکن
اے مسیحائے زماں عیسیٰ دوراں مددے

بر درِ پاک تو داریم سر عجز و نیاز
پیرِ پیران جہاں مرشدِ پاکاں مددے

ما غریبیم و غریب الوطنم اے آقا
چشم رحمت بکشا سوئے غریباں مددے

شبِ تاریک و رہ تنگ و من بیچارہ
اندریں حال زبوں اے مہِ تاباں مددے

ہندی و سندی و ترکی بدرت عرضگذار
اے شہنشاہ نوازندہ مہماں مددے

حالِ دل را چہ کنم عرض کہ خود بر تو عیاں
بچنیں خستگی جاں پُر ارماں مددے

طالبِ معرفتم قلب مرا روشن کن
اے شہِ کشور دیں صاحبِ عرفاں مددے

اشرفی آمدہ در حالت پیری بدرت
دستگیری بکن اے حامی پیراں مددے

محبوب سبحانی غوث الصمدانیؒ

"علیٰ قدم النبی بدر الکمال"

الحاج شاہ عبدالغنی قادری نیازی نظامی

سلطان الاولیا۔ سرور اتقیا۔ قطب الاقطاب زماں شہنشاہ ولایت دوراں۔ محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الصمدانی۔ غوث اعظم دستگیر معظم، حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی۔ حسنی و حسینی قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم کے حالات حسنہ و سیرت قدسیہ پر کاشفان دقائق معانی و واقفان حقائق باطنی نے دفاتر کے دفاتر تحریر فرما دیئے ہیں اب کچھ لکھنا درحقیقت آفتاب کو چراغ دکھانا یا روز روشن میں ایک ٹمٹماتا ہوا دیا جلانا ہے اس ہیچ میرز دہیچ مداں سراپا تقصیر وزیاں کی کیا مجال کہ ایک شمہ بھی اس ذات غوثیت مآب کی شان اقدس واطہر اور علو وصفات مقدس ومطہر بیان کر سکے مگر ایک طرف میرے محترم کرم فرما جناب شفیق بریلوی صاحب کا سخت اصرار کہ باوجود بے سرو سامانی (بسلسلہ منتقلی مکان) و علالت طبعی تین چار روز کے اندر غوث اعظم کے نمبر کے لئے کچھ عرض کروں اور دوسری طرف اس جذبہ غلامی کا اصرار اور یہ تمنائے بے قرار کہ ذکر حضور کی سعادت و نعمت سے بالکل محرومی بھی نہ رہے لہذا چند سطور پیش کرنے کی کوشش و جرات کر رہا ہوں گر قبول افتد زہے عزو شرف

سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ابتدائی ظاہری حالات و سوانحات مثلاً تاریخ و مقام پیدائش والدین کے اسمائے گرامی اور ان کے مختصر حالات مبارکہ حضرت غوث الاعظمؒ کی ابتدائی تعلیم و حالات، سفر وغیرہ کا بیان ہر کتاب میں مل سکتا ہے۔ لہذا میرے دل کا تقاضا ہوا کہ میں (۱) حضرت غوثیت مآبؒ اور آپ کے غلاموں کی خدمات کا اصل اصول اصلاح معاشرہ کے مدعیان دور حاضر کے سامنے پیش کروں (۲) اس کے علاوہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند مخصوص روحانی اوصاف کی وضاحت کے سلسلے میں اپنے بزرگوں کے بیانات کے بحر بیکراں کے چند قطرے بپاس خاطر احباب ان کے سامنے رکھوں

تاکہ دانشوران طریقت و شہ سواران راہ حقیقت و معرفت کے ازدیاد ایمانی و مسرت روحانی کا باعث ہو اور وہ اس بندہ حقیر پر تقصیر سگ بارگاہ قادریہؒ چشتیہؒ کے حق میں دعائے خیر فرمائیں وباللہ

التوفیق والعون

چہ حد من بود مدحت بگویم　　　　که عاجز گشت ہر مرد ثنائی

چہ وصف تو کند ایں قلب عاجز　　　　تو خود در وصف ماہر گز نہ آئی

(۱)۔انبیائے کرام واولیائے عظام کی خدمات کا اصل اصول قرآنی

قرآن حکیم میں فطرت کا ایک اٹل قانون ان الفاظ میں بیان ہوا ہے اِن اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔ (یعنی تاکید جانو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ افراد قوم کے نفوس کے اندر تبدیلی واقع نہ ہو) یعنی جب تک کہ قلب انسانی کی گہرائیوں میں انقلاب واقع نہ ہو کوئی نیا عالم خارج میں ظاہر نہیں ہو سکتا، اب اگر یہ انقلاب شر وفساد سے متعلق ہے تو انسان کی حرکات و سکنات اور اس کے افعال و اعمال سے برائیاں سرزد ہوں گی اور اگر مذکورہ انقلاب قلب فلاح وخیر سے تعلق رکھتا ہے تو متعلقہ شخص کی ذات چشمۂ خیر و برکات بن جائے گی قال اللہ تعالیٰ قد افلح من ذکھا وقد خاب من دسھا (جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اس نے اسے خراب کیا برباد ہو گیا)۔

یہ اٹل قرآنی وربانی اصول جس طرح افراد کے لئے صحیح ہیں اسی طرح جماعت اور قوم کے لئے بھی صحیح ہیں کیونکہ جماعتیں اور قومیں افراد ہی سے بنتی ہیں یا بگڑتی ہیں لہذا یہ افراد ہی کا کردار یعنی ان کا اندرونی بناؤ یا بگاڑ ہوتا ہے جو معاشرے کے آئینے میں نظر آتا ہے لہذا یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل رہے گی کہ معاشرے کی اصل خدمت اور اس کی فلاح کا اصل بنیادی کام یہ ہے کہ اولاً افراد کے نفوس کا تزکیہ کیا جائے تاکہ ان کے دلوں میں برائی سے نفرت اور بھلائی سے محبت کا جذبہ بیدار ہو ثانیاً ان کے دلوں میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق مستحکم کیا جائے تاکہ ان کا مرنا جینا سب اللہ کے لئے ہو جائے۔ معاشی وسیاسی تنظیموں کو انہی بنیادوں پر استوار ہونا چاہیے تاکہ اجتماعی غلبہ صرف شکم پری کے لئے نہ ہو بلکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام سلامتی کی ترویج کے لئے ہو یہی مقصد جہاد اسلامی اور توسیع سلطنت کا ہے مختصر یہ ہے کہ اصل کام عشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصلاح نفس ہے باقی تمام امور ذیلی ہیں۔ فرع کو اصل کا

درجہ ہر گز نہیں دیا جا سکتا۔ ہماری دینی تاریخ حکمرانوں کے عروج و زوال کے قصے نہیں بلکہ اسلامی روح کے علمبرداروں کی تاریخ ہے، یہ بتاتی ہے کہ جب انتظام مملکت ایسے افراد کے سپرد رہا جو ولایت و روحانیت کے علمبردار بھی تھے اس وقت انتظام مملکت اسلامیہ علیٰ منہاج النبوت رہا اور اس میں اخلاق و روحانیت مساوات و اخوت، امن و امان عامہ، غرض کہ جملہ اسلامی اقدار حیات عملاً اور نمایاں طور پر بام عروج پر نظر آئیں اور افراد امت کی اکثریت تقویٰ و پرہیز گاری کی پیکر بن گئی۔ لیکن جب عنان حکومت محض حکومت نوازوں اور اقتدار پرستوں کے ہاتھوں میں رہی اس وقت ڈھول کے پول کے مصداق چند روز تو اس کا ظاہر دل فریبیوں کا مظہر اور باطن کھوکھلا رہا لیکن چند روز کے بعد ہی ملت اسلامیہ افراتفری، انتشار اور خانہ جنگیوں کا شکار ہو گئی۔ وسیع سلطنت کے حصے بخرے ہو گئے غیر اقوام نے ہمارے انتشار سے فائدہ اٹھایا اور یہی نقشہ کم و بیش آج بھی ہمارے سامنے ہے اکثر دنیا پرست ارباب حکومت نے اولیاء کرام کو اپنا مدمقابل سمجھا اور انہیں انتہائی تکالیف پہنچائیں خلفائے راشدینؓ و ائمہ اہلبیت کرام سے تقریباً ۹۵ فی صد شہید کئے گئے۔

ان حالات کی اصلاح کے لئے ارباب ولایت و روحانیت نے اپنی "روحانی سلطنت بعد زوال خلافت راشدہ ہمیشہ الگ قائم رکھی لیکن انہوں نے ملت اسلامیہ کو کبھی نہیں چھوڑا نہ حکمرانوں کی اصلاح سے کبھی منہ موڑا۔ البتہ مختلف طریقوں سے دونوں کی اصلاح کرتے رہے اور حکمرانوں کے جبر و استبداد کی تائید کے لئے کبھی اپنے ذاتی مفاد و مصلحت کا سودا نہیں کیا، بلکہ اپنا تعلق فکر و نظر ہمیشہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مستحکم رکھا۔ وہ ہمیشہ اللہ و رسول کے مقرب رہے اور انہیں جو کچھ ملا اسی دربار سے براہ راست ملا وہ صاحب کشف و اسرار الٰہیہ تھے اور مومنانہ بصیرت کا نور انہیں براہ راست بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عطا ہوتا تھا ان کے مدارج عالیہ اسی بارگاہ سے مقرر ہوتے تھے ان کے روحانی و اخلاقی نظام تربیت کو حسن بن صباح کے باطنی فرقہ کی محض دنیاوی سلطنت کا انصرام سمجھنا یا ان کے مدارج تقرب کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انعامات نہ سمجھنا سخت غلطی ہے۔

آثار عشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مقام محبوبیت:۔

ان بزرگوں کے نظام روحانیت کا اصل الاصول وہی عشق وللہیت تھی جس کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اسی لئے ان بزرگوں کی تمام اصلاحی کوششوں میں ہر جگہ ہر زمانے میں عشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بے نفسی کا رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ اس جذبہ سے سرشار ہو کر وہ عوام الناس کی اخلاقی و روحانی اصلاح پر پوری توجہ صرف کرتے تھے اور یہی ملت اسلامیہ کی اصل خدمت ہے جس پر یہ حضرات من جانب اللہ مامور ہوتے ہیں) اسی جذبہ کے تحت وہ تمام اصلاحی امور انجام دیتے تھے) حتیٰ کہ حسب ضرورت جہاد بالسیف سے بھی گریز نہ کرتے تھے۔

حضور غوثیت مآب حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرۂ العزیز کی خدمات بے مثال تھیں لیکن میں یہاں ان کا تفصیلی ذکر حذف کرتا ہوں کیوں کہ مجھے چند دیگر نکات کا ذکر کرنا ہے جن کا تعلق حضورؓ کے مناصب روحانی و صفات حقیقی سے ہے کیونکہ آپ کوئی سیاسی لیڈر نہ تھے بلکہ "محبوب سبحانی" و غوث الصمدانی" تھے۔ یہ صحیح ہے کہ ان بزرگوں کی خدمت خلق عشق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا نتیجہ ہوتی ہے لیکن عشق بحیثیت ہیئیتِ مذکورہ خدمات سے ہٹ کر بھی کچھ مخصوص اثرات پیدا کرتا ہے اور آہستہ آہستہ عاشق کی ہستی ہی کو جلا کر خاک کر دیتا ہے کیونکہ عشق ایک آگ ہے جو معشوق کے سوا ہر چیز کو جلا کر خاک کر دیتی ہے عشق انسان کی ایک عظیم وجدانی تڑپ ہے جو اصل سے واصل ہونے کے لئے اسے مضطرب رکھتی ہے عشاق حق کا عشق انہیں فانی فی اللہ بنا کر باقی باللہ بنا دیتا ہے۔

احادیث قرب فرائض اور قرب نوافل سے ثابت ہے کہ اللہ خود بندے کے ہاتھ، پاؤں اور بصارت بن جاتا ہے اور پھر اس کی جگہ خود خدائے قدوس کام کرتا نظر آتا ہے یہ مقام "محبوبیت" ہے جس پر حقیقتاً محبوب اقدس واطہر، نور مطہر، نور من نور اللہ ہی فائز ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دست اقدس سے عطاء ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بعض اولیاء کرامؒ کو بھی مقام محبوبیت" سے نوازا گیا ہے ان اولیاء کرامؒ کے سردار قطب ربانی محبوب سبحانی غوث الصمدانی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ہیں۔ جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ زندہ ہے اس کا محبوب نور بھی زندہ ہے اس کی شان محبوبیت بھی

زندہ رہے گی اور اس محبوبیت کی تجلیاں بھی زندہ و روشن رہیں گی۔

مظہر کمالات محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

سرکار بغداد قدس سرہٗ العزیز سرکار دو علم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد امجاد ہیں۔ آپ کے متعلق اکابر اولیائے کرامؒ کے ارشادات میں ہے کہ آپ مظہر کمالات محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بشان محبوبیت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی تجلی خاص ہیں اور بعض علمائے حق اور اولیائے عظامؒ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مشکوٰۃ ولایت "آپؓ کی صورت میں جلوہ گر ہوئی تھی لہذا آپ کو" خاتم ولایت "کہا جاتا ہے اس کے متعلق سطور آئندہ میں بعض بزرگوں کے اقوال مذکورہ ہیں۔ بہر حال سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحیثیت قطب مدار و غوث الثقلینؓ ایک جلسہ کے اندر بحالت جوش فرمایا۔

چند اقوال مبارکہ

قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ (یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) یہ سن کر نہ صرف ان بزرگوں نے جو اس وقت محفل وعظ میں تشریف فرما تھے بلکہ تمام مشائخین عالم نے سر تسلیم خم کر دیے جس روز حضرت غوث اعظمؒ قدس سرہ العزیز نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے اسی روز تمام مشائخ عالمؒ نے اپنی چشم باطن سے مشاہدہ کر لیا کہ غوثیت مآلی کا تاج حضورؓ کے سر اقدس پر رکھا گیا اور علم قطب الاقطاب اپ کے دربار گہر بار پر لہرا رہا ہے اس قول مبارک کا ذکر صدیوں پیشتر بعض اولیائے کرامؒ نے بطور پیش گوئی بھی کیا ہے اور آپؓ کے زمانے سے آج تک بالتواتر کتب سیر و طریقت میں بالاسناد ہوتا آ رہا ہے حضور غوث اعظم قدس سرہٗ العزیز نے ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ انا الحسنی والمخدع مقامی واقدامی علی عنق الرجال

(یعنی میں نسب کے لحاظ سے حسنی ہوں اور "مقام مخدع" میرے لئے مخصوص ہے اور میرے قدم لوگوں کی گردنوں پر ہیں) ایک مرتبہ آپؓ کے پیر صحبت حضرت حماد دباس رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ اے عبدالقادرؓ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہم سبھوں کا مرغ اپنے اپنے وقت پر بانگ دے کر خاموش ہو جائے گا لیکن تیرا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہے گا" حضرت حماد علیہ الرحمتہ کی پیشن

کوئی کو دنیا نے اس وقت تک حرف بحرف صحیح پایا ہے اور انشاء اللہ تاقیامت اسے صحیح پاتے گا۔
اسی قصیدہ غوثیہؓ کا جس کا ایک شعر اوپر درج کیا گیا ہے ایک شعر یہ بھی ہے جسے سرکار بغداد حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز نے بحالت وجد جو قرب خداوندی کا اعلیٰ مقام ہوتا ہے فرمایا
۔

وکل ولی لہ قدم و انی　　　علی قدم النبی بدر الکمال

اور ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کے قدم پر ہوں جو بدر کامل ہیں) یعنی آپؓ محبوب خدا صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کے مظہر ظل یا آئینہ تھے اسی لئے حلیہ مبارک سے لے کر شان محبوبیت کرامات تاثیر خطابت وبیان کثرت مخاطبین اور دیگر کمالات تک سرکار بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم ہی کا آئینہ نظر آتے ہیں تفصیلات کتب معتبرہ میں موجود ہیں ۔ ایک مضمون میں اتنی گنجائش کہاں کہ ان تمام امور کی تفصیل بیان کی جاتے غرض کہ اسی مفہوم میں حضرت غوث اعظمؓ نے فرمایا ہے۔ کہ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ وعلیہ وسلم کے قدم پر ہوں ۔ واضح رہے کہ امر نبوت میں تمام انبیائے کرام مساوی الحیثیت ہیں تاہم ایک مخصوص امتیازی صفت کاملہ بھی انہیں ایسی عطاء ہوتی ہے کہ وہ فضلنا بعضھم علی بعض کے تحت آ جاتے ہیں اسی طرح امر ولایت میں تمام اولیاء اللہ مساوی ہیں لیکن کمالات قرب میں انہیں ایک ایک کمال یا چند کمالات میں خصوصی امتیاز بھی حاصل ہوتا ہے اور یہی ان کے باہمی مراتب کے فرق کا سبب بن جاتا ہے جس طرح جملہ انبیائے کرام حضور سرور کائنات سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب و فیض یافتہ ہیں اور جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت جملہ مرسلین کی رسالت کا احاطہ کئے ہوتے ہے اسی طرح غوث اعظمؓ کی ولایت تمام اولیائے کرامؒ کی ولایت پر محیط ہے اور جملہ اولیائے کرام حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اور فیض یافتہ ہیں اسی لئے آپؓ نے حقیقت حال کے متعلق یہ فرمایا۔

علی قدم النبی بدر الکمال

اصطلاح قدم حدیث شریف سے مقتبض ہے

ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔

ابو بکرؓ نظیر ابراہیم و عمرؓ نظیر موسیٰؑ و عثمانؓ نظیر ہارونؑ علیؑ ابن ابی طالب نظیری من سرہ ان ینظرالی عیسیٰؑ بن مریم۔ فلینظر الی ابی ذرہ غفاریؓ (ترجمہ)۔ ابو بکرؓ ابراہیم علیہ السلام کے نظیر ہیں عمرؓ موسیٰؑ کے نظیر ہیں عثمانؓ ہارون کے اور علی ابن الی طالبؓ میرے نظر ہیں جو خواہشمند ہو کہ عیسیٰؓ ابن مریم کو دیکھے

وہ ابو ذر غفاریؓ کو دیکھ لے (کنز العمال جلد ۶)

اس حدیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا نظیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہونا ثابت ہوا لہذا ائمہ اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیثیت بالخصوص قطب مدار غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرۃ العزیز کا دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ و عین و نظیر کیوں نہ ہوں گے یہی مفہوم " علی قدم النبی بدرا لکمال کہہ کر ادا کیا گیا ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (یعنی میری امت کے علماء (مراد علماء ربانی بالفاظ دیگر اولیائے کرامؓ) انبیائے بنی اسرائیل کے نظیر یعنی " قدم " پر ہوں گے چنانچہ حضرت سیدنا غوث الاعظمؓ سید الاولیائے کرامؓ ہونے کی حیثیت سے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے " قدم " مبارک پر کیوں نہ ہوتے اسی لئے فرمایا۔

علی قدم النبی بدرا لکمال

دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی سے تئی زندگی پانا اور آپ کا لقب محی الدین ہونا بھی آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظل یا آئینہ ہے۔

آپؓ کی بے مثال خرق عادات و شہرہ آفاق کرامات بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے مثال معجزات کا ظل یا آئینہ ہیں جس طرح سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت الی الخلق کافۃ تھی اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافۃ للناس بشیرا ونذیرا تھے۔ انہیں کے قدم شریف پر ہونے کے باعث سیدنا غوث الاعظمؓ کی ولایت بھی اطاطت عامہ کی شان رکھتی ہے اور تمام سلاسل طریقت میں جاری و ساری ہے۔

آپ ہی حقیقت میں قطب الاقطاب غوث الثقلین اور مدار اعظم ہیں اور آپ ؓ ہی کی سطوت وجبروت کمالات کا سکہ دنیائے ولایت میں آج بھی رائج ہے اور میرا ایمان و عقیدہ ہے کہ تاقیامت رہے گا کیونکہ آسمان دنیا کے نظام شمسی کی طرح دنیائے ولایت و رسالت کا نظام شمسی " بھی اٹل قوانین الہیہ کا پابند ہے اس کا تغیر و انتشار بھی قیامت پر منحصر ہے یہ دوسری بات ہے کہ یار لوگ " قیامت " ہی کی تاویل کچھ سے کچھ کر دیں۔

حضرت شیخ اکبر علیہ الرحمتہ فصوص الحکم میں ایک جگہ فرماتے ہیں (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ ولایت اللہ کی صفت ہے (اللہ ولی الذین امنوا) جس سے انبیائے کرام اور اولیاء اللہ بطور خاص نوازے جاتے ہیں اور نبی الانبیاء صلی اللہ وعلیہ وآلہٖ وسلم کا مقام تقرب حدیث لی مع اللہ وقت الخ سے ثابت ہے لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفت ولایت ہمیشہ باقی رہے گی جبکہ صفت نبوت و رسالت قیام قیامت پر ختم ہو جائے گی۔

حضرت شیخ اکبر کی دلیل کے خلاف کوئی دلیل نہیں ٹھہر سکتی۔ لہذا اس سے مندرجہ ذیل نتیجہ مستنبط کرنا یقیناً محل تعجب نہ ہونا چاہیے کہ دنیا کے تمام اولیاء کرام ؒ اپنی اپنی صفت ولایت کی بدولت، انعامات قرب الہیہ سے علیٰ قدر مراتب بعد قیامت بھی، مناسب مدارج قرب پر فائز رہیں گے۔

ظاہر ہے کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام تو جملہ کائنات پر امتیاز خاص اور تفوق خصوصی کا حامل ہے اور جو حضرات حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے " قدم مبارک " پر ہونے کی سند رکھتے ہوں ان کا مقام بھی ہر دو جہاں میں اظہر من شمس ہے البتہ کور باطن کچھ نہ سمجھے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن اور اللہ کا صالح بندہ میرے ساتھ جنت میں اس طرح ہو گا جیسے میری یہ انگلیاں ہیں (اس پر حضور نے اپنی انگشت شہادت اور اس کے پاس والی انگشت مبارک اٹھا کر بتائیں)، اب بھی کیا کوئی شبہ اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں رہ جاتا ہے کہ مومنین صالحین بالعموم اور اولیائے کاملین خصوصی مقامات قرب و امتیاز کے حامل ہیں اور وہ اس قرب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شرف سے دونوں جہاں میں مشرف رہیں گے

کیونکہ نور اللہ اور نور من نور اللہ کسی ایک جہاں تک محدود نہیں ہے۔

ولایت غوث اعظمؓ کی احاطت عامہ کے متعلق بعض اکابر مشائخ سلاسل کے ارشادات

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سیدنا غوث الاعظمؓ کی ولایت احاطت عامہ کی شان رکھتی ہے اور تمام سلاسل طریقت میں جاری وساری ہے۔ اس حقیقت کا ایک ثبوت علی قدم النبی بدر الکمال کی وہ مختصر توضیح ہے جو گذشتہ سطور میں بیان ہو چکی ہے۔ دوسرا ثبوت حضور غوث الاعظم قدس سرۂ العزیزی کا یہ مشہور اعلان ہے۔

قدمی ہذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے

اس اعلان کی صداقت تاریخ واقوال اکابر مشائخ سے حد تواتر کو پہنچ گئی ہے اور تمام کتب سوانح وسیر میں موجود ہے۔ تیسرا ثبوت تمام مشہور سلاسل طریقت کے اکابر مشائخ کرام کے وہ اقوال ہیں جن میں خود ان بزرگوں نے حضور غوث الاعظمؓ اور ان کی شان ولایت کی فضیلت وبرتری کا کھل کر اعتراف کیا ہے صرف دو تین مثالیں سنئے۔

سیدنا ابوالنجیب سہروردیؒ کا اعتراف

سیدنا ابولنجیب سہروردیؒ حضرت غوث الاعظمؓ کے ہم عصر تھے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اپنے شیخ وعم بزرگوار حضرت ابوالنجیب سہروردیؒ سے سیدنا غوث الثقلینؓ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔

وہ اس وقت تمام روئے زمین کے اولیاء اللہ میں فرد ویگانہ ہیں اور عالم کون میں اپنی نظیر نہیں رکھتے میں ان کا کیوں کر نہ کمال ادب کروں کہ مالک حقیقی نے میرے نیز تمام اولیاء زمانے کے قلوب او ران کے حالات ومقامات کو انؓ کے (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کے قبضہ وتصرف میں دیدیا ہے وہ ہر طرح تصرف کر سکتے ہیں اگر وہ چاہیں تو لوگوں کے کیفیات ومقامات کو سلب کرلیں اور چاہیں تو اصلی حالت پر چھوڑ دیں اس لئے انؓ کا ادب واحترام لازمی ہے (بہجۃ الاسرار صفحہ ۴۲۵ ترجمہ تذکرہ ابولنجیب

از حضرت مولانا شاہ حسن میاں پھلواروی علیہ الرحمۃ

شیخ اکبرؒ بانی سلسلۂ اکبریہ کا اعتراف

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فتوحات مکیہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں "غوث یعنی قطب مدار کی حکومت دائرہ وجود، دائرہ کون بلکہ ملاء اعلی پر ہوتی ہے اس سے ان گنت کرامات و خرق و عادات سرزد ہوتے ہیں جن سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے وہ تمام اقطاب افراد، ابدال اور اوتار کا سردار ہوتا ہے بغداد میں ہمارے شیخ اور امام شیخ الاسلام سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہی مرتبت اور منزلت حاصل تھی اور خلق اللہ پر حق سبحانہ سے ان کو بڑی صولت اور سلطنت تھی۔

خواجہ خواجگاں غریب نواز سلطان الہند قدس سرہ العزیز

حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز نے مخدوم شیخ نصر الدین "چراغ دہلی" کے حوالہ سے فرمایا کہ خواجہ خواجگاں سلطان الہند سید معین الدین چشتی اجمیری۔ جب سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظمؒ العزیز نے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا۔ اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند رضی اللہ تعالی عنہ خراساں کے پہاڑوں میں مصروف مجاہدہ تھے جونہی غائبانہ یہ ارشاد سنا آپ نے اپنا سر مبارک خم کر دیا اور فرمایا قدمک علی راسی (یعنی آپ کا قدم مبارک میرے سر پر ہے)۔

حضرت غوث الاعظمؓ حضور غریب نوازؒ کا بحیثیت برادر عم زاد و عالی منزلت تاجدار اقلیم ولایت احترام فرمایا کرتے تھے۔ اور حضور غریب نوازؒ نے بھی حضور غوث الثقلین کے حفظ مراتب کا ہمیشہ احترام فرمایا جیسا کہ مذکورہ بالا واقعہ سے ثابت ہے۔

دیگر مشائخ چشتیہ

دیگر مشائخ چشتیہ رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے قطب مدار ہونے کے قائل ہیں جس کے ماتحت تمام ولایتیں ہوتی ہیں چنانچہ سلطان المشائخ سیدنا نظام الدین اولیاء محبوب الہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات "فوائد الفوائد" میں چند ابدال کی قوت پرواز سلب کر لینے کا واقعہ مذکور ہے کیونکہ ابدال مذکور اڑتے ہوئے جب حضرت غوث اعظم قدس سرہ العزیز کی خانقاہ مبارک کے اوپر سے گزرے تو حضور غوث پاکؓ نے اسے گستاخی و بے ادبی پر محمول فرمایا اور ان کی طاقت پرواز سلب کر لی تھی بعد میں انہیں معافی عطا فرما کر قوت پرواز بھی مرحمت

فریادی الور وہ اپنی خدمت پر روانہ ہو گئے ایسی کئی مثالیں آپ کی جلالت شان و علوئے مرتب کی دی جاسکتی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ

مولانا شاہ غلام حسنین قادری، چشتی، سلیمانی فرماتے ہیں۔

قطب مدار الغوث الاعظم کی روحانیت سے کوئی سلسلہ خالی نہیں رہ سکتا آپ ؓ کی روحانیت کا سریان جمیع سلاسل طریقت میں ہے جیسا کہ خود اعاظم سلاسل اس کے قائل ہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اقوال آپ سن چکے جو فرماتے ہیں کہ بارہ آنے نقشبندی ہوں اور چار آنے بقیہ سلاسل کا۔ لیکن وہ بھی قائل ہیں کہ بغیر مدد روحانیت غوث اعظمؓ کسی کو مرتبہ ولایت حاصل نہیں ہو سکتا۔ اپنے آخر مکتوبات میں حضرت غوث پاکؓ کو نیب اور خود کو ان کا نائب بتایا ہے (غوث اعظم نمبر جلد اول رسالہ خاتون پاکستان صفحہ 58)

مشکواۃ خاتم الاولیاء کی بحث

یہ بحث نازک ہے اور اس کی بعض تاویلات ایسی کی گئی ہیں جن سے سخت گمراہی پیدا ہو سکتی ہے لہٰذا صرف محتاط اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرۃ العزیز نے فصوص الحکم کے باب فص شیثی میں فرماتے ہیں کہ خاتم اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاتم الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح واحد ہے اور اس کا وجود حضور صلی علیہ وآلہ وسلم کی طرح قدیم ہے خاتم الرسل نے خاتم الولایت کی مشکوۃ سے فیض ولایت پایا یا حاصل کیا وغیرہ وغیرہ حضرت شیخ اکبر کی مراد اس سے جو کچھ بھی ہو اللہ بہتر جانتا ہے لیکن بعض شارحین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ خاتم اولیاء سے مراد حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی حسنی و حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اس سلسلے میں صاحب تفسیر "برزخ جامع" فرماتے ہیں۔ خاتم الاولیاؓ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ایک مرتبہ ہے یعنی خاتم الاولیاؓ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ایک وجود ہے

خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سر الٰہی ہیں خاتم اولیاؒ کی صورت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا ظہور ہے باعتبار رسالت اس ذات پاک یعنی سر الٰہی کا نام خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اور باعتبار ولایت اس سر الٰہی کا نام خاتم الاولیا ہے پس حقیقت میں خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فیضان ولایت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی سے حاصل کیا ہے (تفسیر برزخ جامع صفحہ ۱۱)

اور ان ہی کے بیان کے مطابق مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرۃ العزیز خصوص الحکم فی خصوص الحکم کے صفحہ ۵۶ پر فرماتے ہیں۔

"حقیقت میں غور کیا جائے تو واقع میں دو مشکوٰۃ ہیں ہی نہیں صرف ایک مشکوٰۃ خاتم الرسل ہی کی ہے

۔

اسی کا ایک لقب مشکوٰۃ خاتم الاولیاء ہے۔ پس وہ مشکوٰۃ ایک اعتبار سے مشکوٰۃ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہلاتی ہے اور ایک اعتبار سے مشکوٰۃ خاتم الاولیاء کہلاتی ہے۔

(تفسیر برزخ جامع صفحہ ۱۱ یہ کتاب دربار داتا صاحب لاہور کے غوثیہ کتب خانے سے مل سکتی ہے۔

)

الہامی تصانیف حضرت غوث الاعظم قدس سرۃ العزیز

افسوس ہے کہ مستشرقین مغرب کی طرح ہمارے علمائے ظاہر (بالخصوص ایک خاص دبستان عقائد کے علماء بھی دو سید عبدالقادر جیلانی قدس سرۃ العزیز کے قائل ہیں ایک روایتی سید عبدالقادر جیلانیؒ دوسرے حقیقی سید عبدالقادر جیلانیؒ فرق صرف یہ ہے کہ مستشرقین کھلم کھلا ایسا کہتے ہیں اور لکھتے ہیں لیکن یہ علمائے اسلام کھل کر نہیں کہتے لیکن سمجھتے یہی ہیں۔

مستشرقین کھلم کھلا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الہامات الہامی تصانیف اور الہامی ارشادات و مکشوفات و کرامات کا مذاق اڑاتے ہیں اور ہمارے مذکورہ "علمائے اسلام" دل میں کچھ ایسا ہی سمجھتے ہیں اسی لئے حضور کے الہامی ارشادات کا ذکر تک نہیں کرتے اور کرتے ہیں تو طنز و اعتراض کے ساتھ۔ مستشرقین مغرب تو خیر۔ قرآن وسنت پر ایمان ہی نہیں رکھتے لیکن مذکورہ

علمائے اسلام " کا ایمان کشف صدر علم لدنی، الہامات ربانی، اور اسرار حقیقت و معرفت وغیرہ کی حقیقت و صداقت پر نہ رہنا سخت محل حیرت ہے کیونکہ یہ تمام حقائق قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ قرآن پاک میں موجود ہے روحانیت کے ہر بنیادی مسئلہ کا ذکر اور اس کی سند بھی قرآن و سنت میں موجود ہے (واضح رہے کہ " سنت " رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم میں سنت صحابہ کرامؓ و اجماع و اجتہاد و مشائخؒ و علماء حق بھی شامل ہیں کیونکہ اجتہاد کا دروازہ اہل کشف و ارباب علم لدنی کے لئے بدرجہ اولیٰ کھلا ہوا ہے تو پھر غوث الثقلین، محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی، اولاد رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مظہر کمالات رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نظیر رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مشکوٰۃ ولایت رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم قدس سرہ العزیز کے۔

" الہامی ارشادات " پر ایمان کیوں نہیں ہے جس علم میں عرفان حقیقت اور بزرگان دین کا ادب و احترام شامل نہ ہو اور جو علم اللہ کے عاشقیں صادقین، بالخصوص " محبوبین حق تعالیٰ " کے " الہامی ارشادات " کو غلط سمجھے وہ علم نہیں جہالت ہے اس کی تصدیق اکثر علمائے ربانی و مشائخین نے کی ہے بخوف طوالت تفصیل حذف کی جاتی ہے۔ شاعر کا ہر شعر، خطیب کا ہر جملہ اور متکلم کا ہر کلمہ، الہامی ہوتا ہے۔ اگر کوئی دہقان انہیں سمجھنے سے قاصر ہو تو قصور اس کی اہلیت و فہم کا سمجھا جائے گا۔ اشعار یا خطبات کا نہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرد چشم　　　چشمہ آفتاب راچہ گناہ

ان کی زبان حقیقت بیان سے نکلا کرتے ہیں در حقیقت کوئی بلواتا ہے اور یہ حضرات بولتے ہیں بلکہ احادیث قرب نوافل و قرب فرائض اور بعض دیگر احادیث سے یہی ثابت ہے کہ بولنے والا بھی خدا ہی ہوتا ہے یعنی وہ خود بولنے والے کی زبان ہوتا ہے اب خود اندازہ کر لیجئے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الہامات کا درجہ تفسیر قرآن و سنت نہ ہو گا تو کیا ہو گا۔

دریں حالات مذکورہ الہامات اللہ کے عاشقوں کے لئے ہیں دہریوں، بیدینوں اور مردار خوردگان دنیا کے لئے نہیں نہ ہی یہ الہامات ایسے حضرات کے لئے ہیں " مغز قرآن " سے ناآشنا رہنا پسند کرتے ہیں اور

صرف لفظی کج بحثیوں میں الجھے ہوتے ہیں ایسے حضرات کے لئے تو عارف رومی بہت پہلے فرما گئے ہیں کہ

من زقرآں برگزیدم مغزرا استخواں پیش سگاں انداختم

بہرحال اہل سلوک کے لئے ضروری ہے کہ وہ الہامات غوثیہ کا مطالعہ ہمیشہ کیا کریں حضورؓ کے مجموعہ الہامات کے کئی نام ہیں۔ مثلاً رسالہ غوث الاعظم الہامات غوثیہ۔ رسالہ معرفت فتح ربانی۔ مقالات غوث الصمدانی، سلوک قادریہ، فتوحات ربانی، فیوضات سبحانی وغیرہ وغیرہ۔

رسالہ غوث الاعظمؓ کی ایک شرح جواہر العشاق کے نام سے ۷۵۰ ھ کے بعد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ نے لکھی ہے اور دوسری شرح نشاط العشق کے نام سے حضرت ملوک شاہ صدیقی نے دسویں صدی ہجری میں تحریر فرمائی ہے ان دونوں شرحوں کا اردو ترجمہ جناب قاضی احمد عبدالصمد صاحب فاروقی قادری چشتی نے ایک فاضلانہ مقدمہ کے ساتھ ادارہ معارف اسلامیہ، حیدر آباد کالونی کراچی سے ایک ساتھ شائع کر کے سالکین طریقت پر زبردست احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے دونوں رسالوں کا یہ اردو ترجمہ "رسالہ غوث الاعظمؓ مع شروحات جواہر العشاق ونشاط العشاق" کے نام سے مشہور کتب فروشوں سے بالخصوص کراچی میں بآسانی مل سکتا ہے۔

سعدی بخویشتن تواں رفت سوئے دوست

کانجا طریق نیست کہ اغیار بگذرد

سر باز دریں راہ اگر طالب اوی

در کوئے خرابات نہ گنجد سرو دستار

صاحب تاریخ یافعی تحریر فرماتے ہیں کہ

سید عبدالقادر کو جیلانی یا جیلی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ولادت آپ کی جس قصبہ میں ہوئی جس کو جیل۔ جیلان اور گیلا اور گیلان بھی کہتے ہیں وہ جگہ نہایت پر فزا اور آب وہوا معتدل کے نیچے کوہ جودی کے واقع ہوا ہے۔ کوہ جودی وہ ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کی اسی جگہ ٹھہری تھی چنانچہ قرآن مجید میں بھی اس کا ذکر ہے اور بغداد سے سات روز کا راستہ ہے۔ (بشکریہ مجلہ "خاتون پاکستان" غوث الاعظم نمبر)

حضور غوث پاک رضؓ کے والدین ذی وقار

سید محمد یاسر قادری

سرکار بغداد، غوث اعظم، قطب ربانی، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، ہیکل یزدانی، شہباز لامکانی سید شیخ ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ العزیز کی ذات اقدس کسی تعارف کی محتاج نہیں کیونکہ آپ ایسے صاحب کرامت ولی اللہ گزرے ہیں جن کا قدم خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے سوا تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے اسی لئے آپ کی شان و شوکت عظمت ورافت دیانت و صداقت، شجاعت، ذہانت متانت اور سب سے بڑھ کر ولایت کا چرچا آج بھی چار دانگ عالم گونج رہا ہے حضرت سلطان الہند، خواجہ خواجگان، قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی شان مبارکہ بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں۔

معین کہ غلام نام تو شد، دریوزہ گر اکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد دارد طلب تسلیم و رضا

آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارکہ پر اور خصوصاً فضائل و مناقب پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں تحریر کی جاچکی ہیں مگر راقم اس امید پر کہ شاید یہ مختصر ترین اور شکستہ تحریر اس کی بخشش و شفاعت کا وسیلہ بن جائیگی آپ رضؓ کے والدین محترم کی شان میں کچھ لکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ چونکہ والد ماجد کے واسطے سے حسنی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی سید ہیں اسی لئے آپ کو نجیب الطرفین سید کہا جاتا ہے چنانچہ ان کی اس نسبت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک بزرگ نے آپ کے روضہ مبارکہ کو دیکھ کر فرمایا۔

ایں بارگاہ حضرت غوث الثقلین است
نقد کمر حیدر و نسل حسین است
مادرش حسینی نسب است و پدر او
اولاد حسن یعنی کریم الابوین است

چنانچہ آپ کا پدری شجرہ نسب حسب ذیل ہے

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ ابنہ سید امام حسن رضی اللہ عنہ ابنہ سید حسن مثنیٰ ابنہ سید عبداللہ المحض ابنہ سید موسیٰ الجون ابنہ سید عبداللہ صالح ابنہ سید موسیٰ ثانی ابنہ سید ابو بکر داؤد ابنہ سید شمس الدین ذکریا ابنہ سید یحییٰ زاہد ابنہ سید عبداللہ جیلی ابنہ سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست ابنہ حضرت میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانیؒ

آپ کا مادری شجرہ نسب کچھ یوں ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابنہ سیدنا امام حسین علیہ سلام ابنہ سیدنا امام زین العابدینؒ ابنہ سیدنا امام محمد باقرؒ ابنہ سیدنا امام جعفر صادقؒ ابنہ سیدنا موسیٰ کاظمؒ ابنہ سیدنا علی رضاؒ ابنہ سید ابو علاؤ الدین محمد الجوادؒ ابنہ سید کمال الدین عیسیٰؒ ابنہ سید ابو العطا عبداللہؒ ابنہ سید محمودؒ ابنہ سید محمدؒ ابنہ سید ابو جمالؒ ابنہ سید عبداللہ صومعیؒ بنتہ سیدہ ام الخیر امتہ الجبار فاطمہؒ ابنہ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

آپ کے والد ماجد کا نام نامی واسم گرامی سید ابو صالح موسیٰ اور لقب جنگی دوست تھا آپ کو جنگی دوست کا لقب اس لئے دیا گیا تھا کہ آپ ہر وقت کفر و شرک کے خاتمے اور دین اسلام کی سربلندی اور اللہ تعالیٰ کے آفاقی پیغام کی ترویج واشاعت میں مصروف پیکار رہتے اور ہر وقت چونکہ جنگ کی حالت میں ہوتے تھے اور آپ کی کمر مبارک کے ساتھ آپ کی تلوار ہمیشہ لٹکتی رہتی تھی اسی لئے آپ کو جنگی دوست کہہ کر بلایا جاتا تھا۔

آپ انتہائی عابد وزاہد، متقی اور خوف خدا کو ہر وقت دل میں رکھنے والے شخص تھے ہر وقت مصروف ذکر الٰہی نظر آتے اور عبادات، مجاہدات اور ریاضات میں لگے رہتے محترمہ ام الخیر فاطمہ کا نکاح شیخ ابو صالح موسیٰ کے ساتھ ایک ایسے واسطے سے ہوا جو رسم وراہ عام سے ہٹا ہوا ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا کہ آپ انتہائی عابد وزاہد تھے اور مجاہدات وریاضات میں مشغول رہتے چنانچہ اسی دوران ایک مرتبہ ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے اور کئی روز سے کچھ نہ کھایا تھا۔ تین روز سے زاید فاقہ اور شدت بھوک سے آپ پر نقاہت طاری ہو گئی اور آپ دریا کے کنارے بیٹھ گئے اسی اثناء میں ایک سیب پانی کی سطح پر تیرتا نظر آتا ہے بھوک تو تھی ہی چنانچہ وہ سیب اٹھا کر کھالیا سب

کھا چکے تو خیال آیا کہ اس سب کا مالک بھی کوئی نہ کوئی ضرور ہو گا جس کی اجازت حاصل کئے بغیر ہی یہ سب کھالیا لہذا آپ سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے کنارے چل پڑے۔ کافی دور جانے کے بعد آپ کو ایک باغ نظر آیا جس میں سیب کے درخت تھے اور ایک درخت کی شاخیں دریا کی طرف جھکی ہوئی تھیں جس کے ساتھ پکے ہوئے سیب لٹک رہے تھے آپ فوراً سمجھ گئے کہ وہ سیب جو میں نے کھایا ہے اسی باغ کا ہے چنانچہ باغ کے مالک کا پتہ چلانے کی کوشش کی تو معلوم ہوا ہے یہ باغ حضرت عبداللہ صومعی کا ہے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بلا اجازت سیب کھانے رحمتہ اللہ علیہ پر معافی کے خواستگار ہوئے حضرت عبداللہ صومعیؒ چونکہ خود اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے سو سمجھ گئے کہ یہ بچہ کسی نیک خاندان سے تعلق رکھتا ہے آپ نے اس کو کہا کہ تم کچھ عرصہ میرے باغ کی رکھوالی کرو۔ اس کے بعد تمہاری معافی کے معاملے پر غور کیا جائیگا وقت مقررہ تک آپ نے انتہائی دیانتداری سے کام لیتے ہوئے یہ خدمت سر انجام دی اور پھر معافی کے طلب گار ہوئے حضرت عبداللہ صومعیؒ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ایک شرط باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ایک بیٹی ہے جو آنکھوں سے اندھی، کانوں سے بہری ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لنگڑی یعنی چلنے پھرنے سننے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتی تم اسے اپنے عقد میں لے تو تو تمہاری معافی منظور ہو جائے گی حضرت ابو صالح چونکہ ایک متقی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل رکھنے والے شخص تھے لہذا ان کی اس شرط کو بھی قبول کر لیا اور نکاح کر لیا مگر جب نکاح کے بعد لڑکی کو دیکھا تو وہ ان تمام ظاہری عیوب سے مبرا و منزہ تھی نیز اللہ تعالیٰ نے حسن ظاہری سے بھی نوازا تھا پریشان ہو گئے کہ یہ کوئی اور لڑکی ہے اور غلطی کا خیال آتے ہی حجرے سے باہر نکل آئے حضرت عبداللہ صومعیؒ نے ان کے چہرے پر پریشان کے سائے لرزاں دیکھے تو فوراً بات کی تہہ تک پہنچ گئے اور فرمایا اے نوجوان یہی تمہاری شرعی بیوی ہے اور میں نے اس کے جو باتیں تمہیں بتائی تھیں وہ سب درست ہیں اور وضاحت فرماتے ہوئے کہا۔

(۱) اندھی اس طرح ہے کہ اس نے کبھی بھی غیر محرم کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔

(۲) بہری اس طرح ہے کہ کبھی بھی شریعت محمدیہ اسلامیہ کے خلاف کوئی بات نہیں سنی۔

(۳) لنجی اس طرح ہے کہ کبھی بھی اپنے ہاتھوں سے شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا
(۴) اور لنگڑی یوں ہے کہ کبھی بھی خلاف شرعی گھر سے باہر قدم نہیں رکھا آپ کا یہ جواب سن کر حضرت ابو صالح بہت خوش ہوتے اور پروردگار کا شکر بجالاتے جس نے ان کو اتنی نیک اور صالحہ بیوی سے نوازا انہی محترم کا نام ام الخیر امتہ الجبار فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا جن کے بطن سے پیران پیر، سلطان الاولیاء شہنشاہ بغداد غوث اعظمؓ تولد ہوئے آپ ہی وہی عورت تھیں جو اپنے زمانے میں زہد و تقویٰ شرافت وصداقت اور شرم و حیاء جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھیں نیز اخلاق کے لحاظ سے بھی بے مثل و بے نظیر و یگانہ تھیں انہی دو پاکیزہ ہستیوں یعنی حضرت سید ابو صالح جو جنگی دوستؓ اور ام الخیر امتہ الجبار فاطمہؓ کی اولاد حضور غوث اعظم ہیں آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد ماجد نے جن واقعات کا ملاحظہ کیا ان کی تفصیل یوں ہے

(۱) آپ کے والد محترم خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے اور دیکھا کہ حضور نے فرمایا کہ اے میرے فرزند ابو صالح تجھ کو اللہ تعالیٰ نے وہ نیک اور صالح اولاد عطاء فرمائی ہے جو میرا بیٹا اور محبوب ہے اور خدا کا بھی محبوب ہے اور اس کا درجہ اور مرتبہ اولیاء میں ایسا ممتاز اور منفرد ہو گا جیسا کہ میرا درجہ و رتبہ انبیاء میں ہے (سبحان اللہ)

(۲) تمام انبیائے و رسل علیہم السلام نے خواب میں آپ (ابو صالح موسیٰ) کو بشارت دی کہ سوائے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے تمام اولیائے اولین و آخرین آپ کے پسر کے فرمانبردار اور مطیع ہوں گے اور اس کا قدم اپنی گردنوں پر رکھنے میں فخر محسوس کریں گے اور یہ ان کے لئے بلندی درجات و رحمت و بخشش کا باعث ہو گا

(۳) پیدائش کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ۶۰ برس تھی اس عمر میں آپ کی پیدائش بھی ایک کرامت حقہ ہے

(۴) پیدائش کے وقت آپ کی چہرہ مبارکہ اتنا بارعب اور نورانی تھا کہ کوئی شخص بغور آپ کو دیکھنے کی تاب نہ لاسکتا تھا۔

(۵) ولادت کی رات شہر بغداد میں تمام لڑکے ہی پیدا ہوتے جو تعداد میں ۱۱۰۰ تھے اور سب کے

سب اولیاء کاملین ہوتے ہیں

سگ دربار میراں شوچوں خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانیؒ

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے طریقہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی سلسلہ عالیہ قادریہ سے ہمیشہ منسلک رہنے کی ہمت و قوت عطاء فرمائے آمین ثم آمین

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

(بقیہ:۔ تجلیاتِ غوثیہ)

پذیر ہوئی اور رخصت کرتے وقت اپنی تصنیف کردہ کتاب جو کہ معجزات نبوی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات پر لکھی تھی۔ اس فقیر کو رحمت فرمائی۔ (جاری ہے)

قطعہ

حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ

سُن فریاد پیراں دیا پیرا، میں آکھ سُناواں کینوں ھُو
تیرے جیا مینوں ھور نہ کوئی، میں جے لکھاں تینوں ھُو
پھول نہ کاغذ بدیاں والے، در تو دھک نہ مینوں ھُو
میں وچ ایڈ گناہ نہ ہوندا ہاھو، تو بخشیندو کینوں ھُو

فتوح الغیب

مولانا عبدالماجد دریابادی

شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ

اگر یہ سوال کیا جائے، کہ صوفیہ کرام کے مختلف سلاسل و طبقات میں شہرت و مقبولیت سب سے زیادہ کس بزرگ کے حصہ میں آئی تو اس کے جواب میں نام نامی متفقہ طور پر سب کی زبان پر آئے گا، وہ اغلباً حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ کا ہو گا، دوسرے اکابر کی شہرت عموماً اپنے اپنے حلقوں تک محدود ہے، حضرت شیخ جیلانیؒ کا اسم گرامی، حدود سلسلہ قادریہ سے متجاوز ہو کر حلقہ ہر سلسلہ ہر طبقہ کے عوام و خواص کی زبان پر مختلف اسماء و القاب کے ساتھ جاری ہے آپ کا زمانہ دور قدما کا آخری زمانہ تھا۔ اس لئے بھی آپ کے ارشادات خصوصیت کے ساتھ مستحق توجہ و غور ہیں، اسم مبارک عبدالقادر تھا ابو محمد کنیت تھی، محی الدین لقب تھا متاخرین نے فرط عقیدت سے متعدد القاب کا اضافہ کر دیا محبوب سبحانی غوث اعظم قطب ربانی وغیرہ سلسلہ نسب جدی امام حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے، اور مادری امام حسین رضی اللہ عنہ تک اس لئے ام کے ساتھ سید حسنی و حسینی لکھا جاتا ہے سایہ پدری بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا۔

ولادت باختلاف روایات ۴۷۰ء یا ۴۷۱ء میں ہوئی مولد جیلان ہے جو نواح طبرستان میں ایک قصبہ کا نام ہے، اور جس کے دوسرے نام گیل، جیل و گیلان بھی ہیں، سال وفات سے بالاتفاق ۵۶۱ھ ہے عمر شریف نوے سال کی ہوئی، ماہ ربیع الثانی بھی سب کو مسلم ہے تاریخ میں البتہ سخت اختلاف ہے ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۷، مختلف روایات منقول ہیں، داراشکوہ کی تحقیق میں قول اصح ۹، ربیع الثانی ہے اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لائے، عمر کا بیشتر حصہ یہیں گزارا وصال فرمایا۔ یہیں مدفون ہوئے

سلسلہ تعلیم میں سب سے پہلے قرآن کو حفظ کیا، پھر ادب فقہ و حدیث کی باضابطہ تحصیل و تکمیل اپنے زمانہ کے اساتذہ کاملین کی وسعت نظر و تبحر علمی کی شاید خود آپ کی تصانیف غنیۃ الطالبین

وفتوح الغیب ہیں، مسائل فقہیہ میں مذہب حنبلی رکھتے تھے، تدریس، افتاء و وعظ کے مشاغل سالہاسال تک جاری رہے، اور ایک بڑے گروہ نے علوم ظاہری میں تلمذ حاصل کیا، استفتاء، دور دور سے آتے رہتے آپ برجستہ جواب تحریر کراتے

طریقہ باطنی کی تعلیم شیخ حماد، قاضی ابو سعید مبارک مخزومی ور شیخ ابو یعقوب یوسف ہمدانی سے پائی، پیر خرقہ قاضی ابو سعید مخزومی تھے، پیر صحبت شیخ حماد تھے، نسبت ارادت براہ راست، سرور عالم صلعم سے تھے، انوار فیوض کا براہ راست سرکار رسالت صلعم سے ہوتا تھا۔

تذکروں میں کرامات وفرق عادت کے واقعات اس کثرت سے منقول ہیں کہ شاید کسی دوسرے بزرگ کے نہ ہوں، امام یافی کہتے ہیں کہ شیخ موصوف کی کرامات کی تعداد حد شمار سے افزوں ہے، "اکثر پایہ تواتر کو پہنچی، یا تقریبا" پہنچی ہوئی ہیں، داراشکوہ کے الفاظ ہیں۔

اگرچہ آنحضرت درایام حیات بہ ظہور رسیدہ وانچہ الحال نیز مشاہدہ نمودہ می شود جمع کنم، کتاب می شد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی ایک معاصر بزرگ شیخ علی بن ہیتی کی شہادت نقل کرتے ہیں

ندیدم ہیچ یکے از اہل زما خود را کثر الکرامات از شیخ عبدالقادر ہر وقت ہر کرا زما خاہد کہ ازوے مشاہدہ کند میکند، خوارق ظاہر گرد، گاہے ازوے گاہے دردے و گاہے بوے

والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ تولد ہوتے ہی احکام شریعت کا احترام تھا کہ رمضان بھر دن میں دودھ نہیں پیتے تھے، ایک مرتبہ ۲۹ شعبان کو ابر کے باعث چاند دکھائی نہ دیا دوسرے روز اس ولی مادر زادے نے دودھ نہیں پیا بالآخر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس روز یکم رمضان تھی

بچپن کا زمانہ تھا، آبادی کے باہر کھیل کے رہے تھے ایک گائے کی دم پکڑ کر کھینچی، اس نے پلٹ کر یہ کلام کیا کہ اے عبدالقادر اس غرض سے دنیا میں نہیں بھیجے گئے ہو معاً اسے چھوڑ دیا، دل پر ہیبت طاری ہوئی، مکان آکر بالاخانہ سے دیکھا تو میدان عرفات میں حاجیوں کی قطاریں نظر آئیں والدہ ماجدہ سے آکر عرض کی کہ راہ خدا طے کرنے کی اجازت دیجئے بغداد جا کر تحصیل علم کروں، انہوں نے سبب پوچھا کل واقعہ ان سے بیان کیا، ان نیک خاتون پر رقت طاری ہوئی، اٹھکر گئی ایک

تھیلی لاکر فرزند نامدار کے ہاتھ میں دیدی اور فرمایا کہ:۔ "بیٹے تمہارے والد مرحوم کل اسی دینار چھوڑ گئے تھے چالیس کی امانت تمہارے بھائی کے لئے محفوظ ہے یہ چالیس تمہارے حوالہ میری نصیحت وصیت جو کچھ سمجھواتی ہے کہ راستی کو کسی حالت میں نہ کبھی نہ چھوڑنا، جاؤ تمہیں خدا کو سونپا اب قیامت کے دن دیکھنے کو ملوگے"

راستہ میں ڈاکوں نے قافلہ پر حملہ کیا، ہر شخص مال چھپانے اور جان بچانے کی فکر میں ہوا مگر اس سعادت مند فرزند اور خدا کے بزگدیدہ بندہ نے صاف صاف اپنے پاس کی مالیت کو بیان کردیا قزاق راستبازی کی اس معجزنما مثال سے حیران ہو گئے بالآخر پیشے سے تائب ہو کر داخل بیعت ہوئے

منزل صدق میں اس قیام واستقامت کا یہ نتیجہ تھا کہ آگے چل کر وہ مرتبہ اعظم حاصل ہوا جو مقام صداقت کے لئے مخصوص ہے اور جو رہروؤں کے لئے تو کیا اچھے اچھے رہبروں اور بڑے رہنماؤں تک کے لئے باعث رشک ہے فرماتے تھے کہ جب تک پہننے کا حکم نہیں ملتا ہے نہیں پہنتا ہوں، جب تک کھانے کا حکم نہیں ملتا ہے نہیں کھاتا ہوں، جب تک بولنے کا حکم نہیں ملتا ہے نہیں بولتا ہوں، تصانیف متعدد چھوڑیں جن میں مندرجہ ذیل یا خود موجود ہیں یا ان کے نام دوسری کتابوں میں محفوظ ہیں

(۱) غنیۃ الطالبین، فقہ کی مشہور کتاب ہے ہندوستان و مصر میں چھپ چکی ہے۔

(۲) الفتوح الغیب، فن سلوک پر،

(۳) الفتح الربانی معروف بہ شش مجالس مجموعہ، مواعظ

(۴) جلاء الخاطر

(۵) یواقیت والحکم،

(۶) الفیوضات الربانیہ فی الاوراد القدسیہ

یہ سب نام پروفیسر مارگولیتھ نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ارٹکل عبدالقادر محی الدین جیلانی کے تحت میں درج کئے ہیں۔

یہ تمام تصانیف، بہ قول مار گولیتھ کے مصنف کے فضل وکمال، تفقہ فی الدین، تبحر شریعت پر شاہد، عادل ہیں

بادشاہوں سے ہدیہ نہیں قبول فرماتے تھے، ان کے علاوہ اگر کوئی شخص تحفہ لاتا قبول فرما لیتے اور اسی وقت حاضرین میں تقسیم کر دیتے ایک روز خلیفہ وقت مستنجد باللہ نے حاضر ہو کر اشرفیوں کے دس توڑے پیش کئے، حسب معمول انکار فرمایا، ادھر سے اصرار شدید ہوا حضرت نے ایک توڑا اپنے داہنے ہاتھ اور ایک بائیں ہاتھ میں اٹھا کر دونوں کو رگڑا تو اشرفیوں سے خون بہنے لگا، خلیفہ سے ارشاد ہوا کہ اللہ سے شرم نہیں آتی کہ انسان کا خون کھاتے ہو اور اسے جمع کر کے میرے پاس لاتے ہو خلیفہ پر اتنا اثر پڑا کہ غشی کی نوبت آگئی۔

عادت مبارک خلیفہ وقت یا کسی صاحب ثروت کے ہاں جانے کی نہ تھی، اور نہ کبھی امراء کی تعظیم فرماتے، جب خلیفہ کی آمد سنتے، اٹھکر مکان کے اندر چلے جاتے اور باہر نکل کر آتے، تاکہ خلیفہ کی تعظیم کے لئے اٹھنا نہ پڑے، جب خلیفہ کے نام، نامہ مبارک کی ضرورت پیش آتی تو یوں تحریر فرمایا جاتا کہ یہ عبدالقادر کا تجھ سے ارشاد ہے اور اس کا ارشاد تیرے اوپر نافذ ہے خلیفہ ان تحریروں کو سر اور آنکھوں پر جگہ دیتا،

صحیفہ زندگی کی ایک ایک سطر احکام شرعیہ کے مطابق تھی۔ مکتوبات و مواعظ کا ایک ایک، لفظ آیات کلام مجید سے مستند مستبد ہوتا تھا۔ تعلیمات میں سب سے زیادہ زور پابندی شریعت واتباع سنت پر تھا۔ وصال سے ذرا پہلے اکابر مشائخ عصر کا مجموعہ تھا بڑے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے عرض کی کہ حضرت کچھ وصیت فرمایئے جواب میں ارشاد ہوا علیک بتقوی اللہ وطاعتہ، ولا تخف احداً ولا ترج وو کل الحوائج الی اللہ واطلبہا منہ، ولا تتق باحد سوی اللہ خذا التوحید التوحید اجماع الکل

خدا کے تقویٰ اور اطاعت کو اپنے اوپر لازم رکھو بجز خدا کے کسی سے خوف یا امید نہ رکھو تمام حاجات کو خدا ہی کو سونپ دو، اور اسی سے طلب کرتے رہو، بجز خدا کے کسی پر اعتماد نہ رکھو، اور لازم کر اپنے اوپر توحید کی توحید کو، توحید کو کہ اسی پر سب کا اجماع ہے۔

کثرت عبادات و ریاضات کا اندازہ ان روایات سے کیا جا سکتا ہے کہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی پندرہ سال تک معمول رہا کہ بعد عشاء پورا کلام مجید ختم فرماتے تھے، پچیس سال تک صحرا میں اس تنہائی کے ساتھ بسر کی کہ انسان کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ سالہا سال کی عبادتوں، ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد خود بیان فرماتے ہیں، کہ ایک بار مجھے بہت بڑا نور نظر آیا جو دیکھتے دیکھتے سارے افق پر چھا گیا اور اسمیں سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر! میں تمہارا پروردگار ہوں میں نے تمہارا پروردگار ہوں، میں تمہارے لئے حرام چیزوں کو حلال کر دیا، میں نے لاحول ولا قوۃ پڑھکر کہا کہ "دور ہو ملعون بس وہ نور تاریکی میں گیا اور اس میں سے آواز آئی کہ " عبدالقادر! تم اپنے علم کی قوت سے مجھ سے بچ گئے، ورنہ میں تمہارے مثل ستر کاملوں کو گمراہ کر چکا ہوں" میں نے کہا کہ ملعون تو اب بھی مجھے گمراہ کرنے میں لگا ہوا ہے کہتا ہے کہ تم اپنے علم کی قوت سے بچ گئے حالانکہ مجھے بچانے والی میری کوئی قوت نہیں محض اللہ کا فضل و کرم ہے

تصنیف

آج سے تین ساڑھے تین سو سال اوپر فتوح الغیب دنیا کے لئے پردہ غیب میں تھی، شیخ سیف الدین عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۱۴) جب فریضہ حج ادا کرنے گئے تو مکہ معظمہ میں شیخ عبدالوہاب متقی قادری کے ہاں ایک نسخہ اس کتاب کا ان کی نظر سے گزرا ہندوستان واپس آئے تو ایک دوسرا نسخہ یہاں بھی نظر آیا، اس کا انہوں نے فارسی میں ترجمہ کیا اور مفتاح الفتوح کے نام سے شرح لکھی، فتوح الغیب کا موجودہ مطبوعہ نسخہ شیخ عبدالحق ہی کی تہذیب و ترتیت دیئے ہوئے نسخہ کی نقل کی ہے جو ان کی شرح کے ساتھ لاہور لکھنؤ میں شائع ہوا ہے

کتاب حمد و نعت کے علاوہ اٹھتر مختصر مقالات میں تقسیم ہے، آخر میں چند اوراق مصنف علیہ الرحمتہ کے حالات مرض الموت و وفات وغیرہ سے متعلق مرتب نے اضافہ کئے ہیں۔

(۱) مقالہ اول تعمیل اوامر و اجتناب نواہی اور فساء بالقضاء پر ہے صہ ۹۔ ۱۰ فرماتے ہیں کہ

لا بدلکل مومن فی سائر احوالہ من الثلثتہ اشیا امر تمثیلہ ونھی یجتنبہ وقدر یرضی بہ فاقل حالتہ لا یخلو المومن فیھا من احد ھذہ الاشیاء الثلثتہ (الخ)

ہر مومن کے لئے ہر حال میں یہ تین چیزیں لازمی ہیں ایک یہ اوامر الٰہی کی تعمیل کرتا رہے اور دوسرے یہ کہ ہنسیات سے بچتا رہے تیسرے قضاو قدر الٰہی پر راضی رہے پس مومن کے لئے کم سے کم مرتبہ یہ ہے کہ کسی حالت میں وہ ان تینوں چیزوں سے خالی نہ ہو۔

(۲) مقالہ دوم اتباع سنت و ترک بدعت صہ ۱۰۔۲۱ پر ہے اس کا یوں آغاز فرماتے ہیں۔

اتبعوا ولا تبدعو واطیعو ولا تمرقوا ووحد والا تشرکوا ویفعل اللہ مایشاء و۔عکم مایرید وتزھو الحق ولا تتھوا وصدقوا ولا تشکوا واصبر وولا تجزعوا واجتمعو علی الطاعتہ ولا تتفرقوا،

پیروی سنت کرتے رہو اور وہ راہ بدعت نہ اختیار کرو، اطاعت کرو اور دائرہ اطاعت سے باہر نہ آؤ توحید خداوندی کو مانو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے اپنی مشیت وارادہ سے کرتا ہے خداوند تعالیٰ کو ہر نقص و ئ۔ ۔ سے پاک سمجھو اور اس پر تہمت نہ لگاؤ اس پر اعتماد رکھو اور شک و گمان میں نہ پڑو صبر سے کام لیتے رہو۔ اور بے صبری نہ کرو طاعت حق پر جمع رہو اور جماعت میں تفرقہ نہ ڈالو۔

اس مقالہ میں تعلیم بھی ہے کہ گناہوں سے توبہ کرنے اور غفلت کے دور کرنے میں تاخیر نہ کرو اور شب و روز استغفار تقصیرات در جوع الی اللہ کو اپنے اوپر بار نہ سمجھو

(۳) مقالہ سوم اس عنوان سے متعلق ہے کہ ابتلاء مصائب سے بندہ کے لئے کیا مقصود ہوتا ہے صہ ۲۱۔۱۸ ہمیں نہایت خوبی و صحت کے ساتھ سالک کی نفسیت کی تشریح کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان پر جب کسی قسم کا کوئی درد دکھ وارد ہوتا ہے تو سب سے پیشتر تو وہ اپنی ذاتی قوت و تدبیر سے اس کے دفع کی کوشش کرتا ہے، جب اس میں کامیابی نہیں ہوتی تو خلق کی جانب رجوع کرتا ہے مثلاً سلاطین، امراء، اہل ثروت وغیرہ یا اگر بیمار ہے تو اطباء کی جانب، جب اس میں بھی ناکام ہو چکتا ہے تو پروردگار کی درگاہ میں دعا تضرع کے ذریعے سے حاضر ہوتا ہے، انسان کی فطرت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ جب تک وہ خود دعا تضرع کے ذریعہ حاضر ہوتا ہے خلق سے بے نیاز رہتا ہے جب اپنے تئیں مجبور پاتا ہے تو خلق کے سامنے دست اعانت دراز کرتا ہے جب ادھر سے بھی سہارا نہیں رہتا تو خالق کے آستانہ پر جبین نیاز رگڑتا ہے اور نہایت خضوع و خشوع وزاری کے ساتھ کبھی امیدوارانہ اور کبھی

مایوسانہ دعامیں مشغول ہوجاتاہے،جب خدااس کواس میں بھی ناکام رکھتاہے اوراس کی دعاقبول نہیں کرتاتورفتہ رفتہ اس کی نظرمیں تمام اسباب بے حقیقت ہوجاتے ہیں اور اس سے انقطاع الی اللہ حاصل ہوجاتاہے اس وقت بندہ تمام تعلقات سے آزاد،روح مجرور ہوجاتاہے اور وصاف بشریت، ہواوہوس وخواہش و آرزووغیرہ اس سے رخصت ہوجاتے ہیں اس وقت اتنی صفائی باطن نورانیت قلب حاصل ہوجاتی ہے کہ اسے ہر فعل کی فاعل ذات خالق ہی نظر آتی ہے،اور یہ یقین شہودی حاصل ہوجاتاہے کہ تمام موجودات میں فاعل حقیقی صرف خدائے تعالیٰ سے ہے اور ہر راحت وسکون ہر خیرو شر ہر سود وزیاں ہر عطا ہر کشائش وبستگی ہر موت وحیات ہر غرابت؟ وذلت ہر توانگری وافلاس کی حقیقت اس کے سوااور کچھ نہیں کہ وہ قادر مطلق ہی کی قدرت کاایک ظہور ہے تاآنکہ یہ سلسلہ معرفت کامل پر جاکرمنتہی ہوتاہے یعنی بندہ کوہرشے کامرجع ومبد،ذات خداوندی ہی محسوس ہونے لگتی ہے اسرار قدرت اس پر روشن ہونے لگتے ہیں وہ خالق ہی کے کان سے سنتاہے اس کی حمدوثناء شکرودعامیں لگ جاتاہے

مقالات ذیل کی نوعیت مباحث کااندازہ جسمیں سے ہرایک بجائے خودنہایت اہم دلچسپ وبصیرت افروز رہے ان عنوانات سے ہوگا

(۴)المقالتہ الرابع فی مراتب فالموت عن خلق والارادۃ(۱۸-۲۵)

(۵)المقالتہ الخماس فی تشبیہ حال الدینا واشتغال المہابہا صہ(۱۵-۲۶)

(۶)المقالتہ اسادس فی العتامن الخلق والہوی صہ(۲۶-۳۰)

(۷)المقالتہ التاسع فی بیان الکشف ومشاہدہ صہ(۶۰-۶۱)

(۱۰)المقالتہ العاشر فی بیان المخالفتہ النفس صہ(۶۳-۷۸)

(۱۳)المقالتہ الثلثہ عشر فی التسلیم علی تضااللہ قدرہ صہ(۸۱-۸۹)

(۱۶)المقالتہ اسادستہ عشر فی المنع عن الاعتماد علی الحلق والاسباب صہ(۹۳-۹۶)

(۱۷)المقالتہ السابعتہ عشر فی معنی الوصول الی اللہ سبحانہ صہ(۱۰۰-۱۰۸)

(۱۸)المقالتہ ثامنتہ عشر فی بیان معنی الرضا صہ(۱۰۸-۱۱۵)

(۲۳)المقالتہ الثالثہ والعشرون فی بیان اقضاعتہ(۱۵۸-۱۶۹)

(۳۷)المقالتہ السابعتہ والعشرون فی بیان الخیر والشر صفحہ 158 تا 169

(۳۸)المقالتہ الحدی والستون فی بیان الودع والتقویٰ صہ(۳۳۱-۳۳۲)

(48) المقالتہ الثامنتہ والاربعون فی حماقتہ من اشتغل بالنوافل وعلیہ فرائض (274 تا275)

(۵۰)المقالتہ الخمسون فی الزہد صہ(۲۷۹-۲۸۲)

(۶۱)المقالتہ الحادی والستون فی بیان الورع والتقویٰ صہ(۳۳۱-۳۳۳)

(۶۳)المقالتہ الثلثہ والستون فی بیان الاخلاص والریاء(۳۳۸-۳۳۹)

(۷۱)المقالتہ الحادی ولسبعون فی البصر علی البلاصہ(۳۷۹-۳۸۳)

(۷۸)المقالتہ الثامنتہ وسبعون فی بیان الخصال العشرۃ لارباب المحاسبہ والمجاہدہ صہ(۳۰۶-۳۱۸)

ذیل میں مختلف ابواب سے چند اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں باب(۷۵)میں اپنے صاحبزادے کو ارشاد فرماتے ہیں گویا وہ طریقہ تعلیم کرتے ہیں جس پر چلنے سے انسان عاقل و کامل بن سکتا ہے آج کل کے مشائخ کو یہ دیکھکر حیرت ہوگی کہ اس وصیت نامہ میں ان کے مروجہ اشغال ومراسم کا کہیں ذکر نہیں۔ بلکہ تمامتر پابندی شریعت ضبط نفس و مجاہدہ ز علم سے ارشاد ہوتا ہے

اوصیک بتقویٰ اللہ فطاعتہ لزوم ظاہر الشرع وسلامتہ الصدر سخا النفس وبشاشتہ الوجہ بذل الندی وکف الاذی وحمل الاذی والفقر وحفظ حرمات المشائخ وحسن العشرہ مع الاخوات والنصیحتہ للہ صاغر وترک الخصومت فی الارفاق وملازمتہ الایثار ومجانبتہ الادخار۔ صفحہ (۲۹۶، ۲۹۶)

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ خدا کا تقویٰ و طاعت اختیار کرو اور شریعت ظاہری کی پابندی لازی رکھو، اور سینہ کو خواہشات وخباثت نفس سے محفوظ رکھو اور نفس میں جوانمردی رکھو اور کشادہ رو رہو اور جو شے عطا کرنے کے قابل ہے اسے عطا کرتے رہو، اور ایذادہی سے باز رہو اور آزار خلق و آداب

درویشی کا تحمل کرتے رہو اور حرمت مشائخ نگاہ میں رکھو اور برابر والوں سے حسن معاشرت رکھو اور خردوں کو نصیحت کرتے رہو اور اپنے رفیقوں سے جنگ نہ کرو، اور ایثار کو اپنے اوپر لازم کرلو اور ذخیرہ مال فراہم کرنے سے بچو۔

فقر کی حقیقت دو لفظوں میں بیان فرمادی ہے

وحقیقتہ الفقران لاتفتقرالی من هو

فقر کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی جیسی کسی ہستی کا محتاج نہ رہ یعنی خدا سے واسطہ رہے اور مخلوقات سے مطلق نہ رہے

تصوف کی تحصیل کس طریقہ سے انسان کے لئے ممکن ہے قیل وقال بحث ومباحثہ

والتصوف مااخذ من القیل والقال ولکن اخذ عن الجوع وقطع المعروفات والمستحسنات

کے ذریعہ سے نہیں بلکہ گرسنگی سے اور دنیا کی خوشگوار محبوب اشیاء کے ترک سے تصوف کی بنیاد آٹھ خصلتوں پر ہے جن میں سے ہر ایک کا مظہر ایک ایک نبی اولوالعزم ہوا ہے ان کے آثار قدم کی پیروی طالب تصوف کے لئے ناگزیر ہے التصوف مبنی علی ثمان خصال السخالابراہیم والرضاء للاسحاق والصبر للایوب والاشرہ لزکریا والغربتہ للیحییٰ ولیس الصوف لموسیٰ والیسار حتہ یعیسیٰ والفقر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین۔

تصوف مبنی ہے آٹھ فصلوں پر سخاوت ابراہیمؑ، رضائے اسحاقؑ پر، صبر ایوبؑ پر، مناجات زکریاؑ پر، غربت یحییٰؑ پر، خرقہ پوشی موسیٰ پر، سیاحت ریا تجرد عیسیٰ پر اور فقر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر،

ایک پیر مرد نے خواب میں آپ سے دریافت کیا کہ خدا سے بندہ کو قریب کرنے والی کیا شے ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ جو شے تقریب باری پیدا کرتی ہے اس کی ایک ابتداء ہے اور ایک انتہا ہے ابتداء اس کی ارزع ہے اور انتہا اس کی رضا اور تسلیم و توکل ہے صہ (۲۷۳)

آج بہت سے اہل غفلت کا یہ حال ہے کہ پابندی فرائض و تعمیل لفوص کیجانب سے غافل و سست ہیں اور ادائے نوافل و اوراد و وظائف ہیں مستعد اور خاص اہتمام رکھنے والے، اس طبقہ کی

بابت ارشاد ہوتا ہے

ینبغی للمومن ان یشتغل اولا بالفرائض فاذا فرغ منہا اشتغل بالسنن ثم یشتغل بالنوافل والفضائل فمن لم یفرغ من الفرائض والاشتغال بالسنن حمق ورعونۃ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واھین صہ (۲۷۴) مومن کو چاہیے کہ سب سے پہلے فرائض پر متوجہ ہو جب یہ ادا کر چکے تب سنتوں کو اختیار کرے۔ اس کے بعد نوافل پر متوجہ ہو لیکن جو شخص اپنے فرائض سے غافل ہو چکا ہے اس کے لئے سنتوں میں مشغول ہو جانا حماقت و نادانی ہے اس لئے کہ ادائے فرائض سے قبل سنن و نوافل غیر مقبول رہینگے اور جو شخص ایسا کریگا خوار ہو گا۔ فرائض کو چھوڑ کر سنن و نوافل میں مشغول ہونے والے کی مثال اس شخص کی فمثلہ کمثل رجل یدعوہ الملک الی خدمتہ فلا یاتی الیہ ویقف بخدمت الامیر الذی ھو غلام الملک وخادمہ وتحت یدیہ صہ (۲۷۵) سی ہے کہ اسے بادشاہ اپنی خدمت کے لئے بلا رہا ہو اور وہ بادشاہ کے حضور میں تو نہ جائے اور ایک امیر کی خدمت میں لگا رہے جو خود اس بادشاہ کا زیر دست خادم اور غلام ہے نمازی جب تک فرائض ادا نہ کرے اس کے نوافل غیر مقبول رہتے ہیں صہ (۲۷۶) اسی طرح اس نمازی کے نوافل بھی جو سنتوں کو چھوڑ کر نوافل ادا کر رہا ہے (ایضاً) شرک محض اصنام پرستی کا نام نہیں بلکہ خواہش نفس کی پیروی کرنا یا خدا کے علاوہ خدا کی طلب کرنا یہ سب شرک ہے صہ (۴۲-۴۳)

حضرت غوث اعظمؓ نے فرمایا کہ۔

"ہر ولی اللہ اپنے پیغمبر کے نقش قدم پر ہوتا ہے۔ اور میں اپنے جد امجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر ہوں۔ جہاں جہاں میرے جد امجدؐ نے قدم رکھے ہیں، میں نے اسی مقام پر اپنا قدم رکھا ہے بجز راہ نبوت کے کہ وہاں میں معذور تھا کیونکہ اس راہ میں غیر نبی کے لئے کوئی گنجائش نہیں"

غوث اعظمؒ کے اس ارشاد گرامی سے آپ کے معراج کمال اور بلندی مقام اور اتباع محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ (بشکریہ مجلہ "خاتون پاکستان" غوث اعظم نمبر ۱۹۶۷ء)

حاجی سید محمد اکبر حسین 'اکبر' رضوی الہ آبادی

اِدھر بھی نگاہِ کرم غوثِ اعظمؒ

ترا آستاں اور ہم غوثِ اعظمؒ
عنایت، نوازش، کرم غوثِ اعظمؒ

کرے منقبت جو رقم غوثِ اعظمؒ
کہاں سے وہ لاؤں قلم غوثِ اعظمؒ

کرم کو ترستے ہیں ہم غوثِ اعظمؒ
ادھر بھی نگاہِ کرم، غوثِ اعظمؒ

جو تو مہرباں ہو تو مٹ جائے فوراً
یہ اندیشۂ بیش و کم غوثِ اعظمؒ

مجھے تو ترے آستاں سے ہے مطلب
میں کیا جانوں، دیر و حرم غوثِ اعظمؒ

تصور ترا منبعِ شادمانی
تری یاد تسکینِ غم غوثِ اعظمؒ

مری راہ کے خار بن جائیں غنچے
جو ہو تیری چشمِ کرم غوثِ اعظمؒ

گنہگار ہوں پھر بھی ہوں تیرا خادم
نہ کھل جائے میرا بھرم غوثِ اعظمؒ

عنایت اگر ہو تو بن جائے کوثر
ہر اک سانس ہے موجِ سم غوثِ اعظمؒ

ترے ہوتے "تیرے غلاموں پہ ہر دم
زمانہ کرے کیوں ستم غوثِ اعظمؒ

وہ پُر کیف و پُر لطف روضے کا منظر
کرم ہو تو پھر دیکھیں ہم غوثِ اعظمؒ

شہنشاہ ہے، آپ کے در پہ آکر
جبیں ہو گئی جس کی خم غوثِ اعظمؒ

فنا ہو کے کہتا ہے ہنس ہنس کے اکبرؔ
ترے جلوے دیکھیں گے ہم غوثِ اعظمؒ

ملفوظات سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

سید نورالحسنین قادری گیلانی

" حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے سالکین راہ طریقت کو رہنمائی وہدایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اگر تو دنیا و آخرت کی بادشاہت چاہتا ہے تو سب کچھ خدا کے سپرد کردے تو اپنے نفس کا اور دوسروں کا حکم و سردار بن جائے گا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں میری نصیحت مان میں تجھ سے سچ کہتا ہوں، مجھے سچا سمجھ اگر تو جھوٹ بولے گا اور جھٹلائے گا تو تجھ سے بھی جھوٹ بولا جائے گا اور تو جھٹلایا جائے گا اگر سچ بولے گا اور سچا سمجھے گا تو تجھ سے سچ کہا جائے گا اور تیری تصدیق کی جائے گی جیسا کرے گا ویسا بھرے گا اپنے دینی مرض کی دوا مجھ سے لے لے ، اور استعمال کر شفا پائے گا اگلے بزرگ مشرق و مغرب میں ایسے لوگوں کی جستجو کرتے تھے جو دلوں اور دین کے طبیب ہوتے اور جب ان میں کوئی ہاتھ آجاتا تو اس سے اپنے دین کی دوا لیتے تھے اور آج تمہارا یہ حال ہے کہ سب سے زیادہ کینہ ان فقیہوں، عالموں اور اولیاء سے ہے جو ادب اور علم سکھاتے ہیں تو یقیناً دوا تمہارے ہاتھ نہ آئے گی میرا علم اور میری طبابت تمہارے کس کام آسکتی ہے میں ہر روز تمہارے لئے بنیاد قائم کرتا ہوں اور تم ڈھا دیتے ہو میں دوا تجویز کرتا ہوں تم استعمال نہیں کرتے میں تم سے کہتا ہوں کہ اس لقمہ میں زہر ہے نہ کھاؤ یہ کھاؤ اس میں دوا ہے لیکن تم میری مخالفت کر کے وہی کھا لیتے ہو جس میں زہر ہوتا ہے اس کا اثر عنقریب تمہارے دین و ایمان کے بدن میں ظاہر ہو گا میں تم کو نصیحت کرتا ہوں تمہاری تلوار سے نہیں ڈرتا، نہ تمہارے مال و زر کا طالب ہوں جس کو اللہ کی معیت حاصل ہو جاتی ہے وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا جنات ، انسان ، کیڑوں مکوڑوں، درندوں، سانپ ، بچھو زہریلے جانوروں یہاں تک کہ کسی مخلوق سے نہیں ڈرتا"

تحقیر مشائخ کی ممانعت

علم پر عمل کرنے والے مشائخ کی تحقیر نہ کرو تم اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور اس کے بندوں میں ان نیکو کاروں سے واقف نہیں ہو جو اس کے پاس اس کے افعال پر راضی ہیں پوری سلامتی قضاو قدر پر راضی ہونے، امیدوں کو کم کرنے اور دنیا کی رغبت ہونے میں ہے پس جب تم اپنے نفوس میں کمزوری محسوس کرو (یعنی دنیا کی رغبت کم نہ ہو سکے)، تو موت کو یاد رکھو اور امیدیں کم کرو۔ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ جل شانہ سے حدیث قدسی بیان فرمائی ہے "میرا تقرب چاہنے والوں نے فرائض ادا کرنے سے زیادہ کسی چیز سے بھی میرا قرب نہیں پایا اور بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا مقرب بنتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کی سماعت و بصارت اور ہاتھ اور مدد گار بن جاتا ہوں کہ مجھ ہی سے سنتا ہے مجھ ہی سے دیکھتا ہے اور مجھ ہی سے تھامتا ہے" اپنے تمام افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے زور اور قوت، اپنے نفس اور دوسروں کی طرف دیکھنے سے باز آجاتا ہے اس کی حرکات، قوت و طاقت اللہ تعالیٰ ہی سے ہوتی ہیں، اپنے نفس یا مخلوق سے نہیں وہ اپنے نفس اور دنیا و آخرت سے کنارہ کش ہو کر سراپا اطاعت بن جاتا ہے اس لئے یقیناً مقرب بارگاہ بنتا ہے اس کی اطاعت ہی اس کو اللہ کا محبوب بناتی ہے طاعت سے محبت و قرب حاصل ہوتا ہے اور معصیت سے بغض اور دوری حاصل ہوتی ہے اطاعت سے محبت اور گناہ سے وحشت پیدا ہوا کرتی ہے اس لئے کہ جو برا کرے گا، اسے وحشت ہوگی شریعت کی پیروی سے بھلائی اور اس کی مخالفت سے برائی حاصل ہوتی ہے تمام حالتوں میں شریعت جس کی رفیق نہ ہو، تباہ ہونے والوں کے ساتھ ایک ہلاک ہونے والا وہ بھی ہو گا۔

سعی و عمل

سعی و عمل کر لیکن عمل پر بھروسہ نہ کر عمل نہ کرنے والا (یعنی بغیر عمل کئے نجات کا طالب محض

حریص اور عمل پر بھروسہ کرنے والا خود پسند اور مغرور ہے۔ (مخلوق میں تین قسم کے لوگ ہیں) ایک گروہ دنیا و آخرت کے درمیان قائم ہے اور ایک گروہ جنت اور دوزخ کے درمیان قائم ہے۔ اور ایک گروہ مخلوق و خالق کے درمیان قائم ہے اگر تو زاہد ہے تو دنیا و آخرت کے درمیان قائم ہے (کہ آخرت کا خواہاں اور دنیا سے دل برداشتہ ہے) اور اگر تو خائف ہے تو مخلوق اور خالق کے درمیان قائم ہے (کبھی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے کبھی خالق کی جانب) لوگوں کو تبلیغ کرتا اور آخرت کے احوال، حساب کتاب اور جو کچھ وہاں پیش آنیوالا ہے سب کو بتاتا ہے بلکہ جو کچھ (انوار الہی) کا نظارہ دیکھ چکا ہے، اس کی خبر دیتا ہے خبر مشاہدہ کے برابر نہیں ہوتی یہ لوگ حق تعالیٰ کی ملاقات کے منتظر اور اپنے تمام اوقات میں اسی کے متمنی رہتے ہیں موت سے نہیں ڈرتے کیونکہ وہ محبوب کی ملاقات کا ذریعہ ہے (مخلوق سے) جدائی اختیار کر اس سے پہلے کہ مفارقت کی گھڑی آجائے (سب کو) رخصت کر دے اس سے پیشتر کہ خود رخصت ہو اس سے پہلے کو بیوی بچے اور تمام لوگ تجھ کو چھوڑ دیں تو ان کو چھوڑ دیں جب تو قبر میں جائے گا تو یہ سب تیرے بالکل کام نہ آئیں گے نفس کی خواہش کے ساتھ مباح چیز کھانے سے توبہ کر۔

دین کا لباس

لوگو! تمام حالتوں میں تقویٰ اختیار کرو کہ تقویٰ دین کا لباس ہے اپنے دین کا لباس مجھ سے مانگو میری پیروی کرو کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر ہوں میں کھانے پینے، نکاح کرنے اور آپ کے تمام معاملات اور ان چیزوں میں جن کی طرف آپ اشارہ فرماتے تھے آپ کا پیرو ہوں میں ہمیشہ اسی طرح (تم کو نصیحت کرتا) رہوں گا۔ یہاں تک کہ میری ذات سے اللہ کا مقصود پورا ہو جاتے میں اسی طرح رہوں گا اور اللہ کا شکر ہے مجھے کوئی فکر نہیں نہ تیری مدح سرائی کی فکر ہے نہ ہجو گوئی کی، نہ تیری داد و دہش کی نہ کنجوسی کی، نہ تیری بھلائی کی نہ تیری برائی کی، نہ تیری توجہ کرنے کی نہ بے توجہی کی تو نادان ہے اور نادان کی پروا نہیں کی جاتی جب تو نیکو کاری اختیار کرے اور اللہ کی عبادت بھی کرے تو

تیری عبادت تیرے منہ پر مار دی جائے گی کیونکہ اس میں جہالت کی آمیزش ہے اور جہالت سرتاسر خرابی ہے۔ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے جہالت کیساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، اس نے اصلاح سے زیادہ اپنے کو بگاڑا۔

ذریعہ نجات

کتاب وسنت کی اتباع کے بغیر تجھے فلاح نصیب نہ ہوگی بعض بزرگوں نے کہا ہے "جس کا کوئی پیر نہیں، اس کا پیر شیطان ہوتا ہے" جو مشائخ کتاب وسنت کے عالم اور ان پر عامل ہیں، ان کی پیروی کر اور ان سے حسن ظن رکھ ان سے علم سیکھ، ان کا ادب کر اور ان کے سامنے اچھی طرح اٹھ بیٹھ یقیناً تجھے فلاح ملے گی اگر تو نے کتاب وسنت کی پیروی نہ کی اور نہ ہی کتاب وسنت جانتے والے مشائخ کا اتباع کیا تو تجھے کبھی فلاح نہ ملے گی کیا تو نے سنا نہیں کہ جس نے اپنی رائے پر گھمنڈ کیا، وہ گمراہ ہوا جو تجھ سے زیادہ واقف ہے، اس کی صحبت میں رہ کر اپنے نفس کو شائستہ بنا پہلے اپنے نفس کی اصلاح کر پھر دوسروں کی طرف متوجہ ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "پہلے اپنے نفس کو فکر کر پھر اہل وعیال کی" اور فرمایا "صدقہ دینا بے موقع ہے جب کہ رشتہ دار محتاج ہو" (یعنی ایسی صورت میں صدقہ دینا یا خیرات کرنا داخل ثواب نہیں)۔

غوث اعظم، دلیل راہ یقین　　　بالیقیں رہبرِ اکابرِ دیں

اوست در جملہ اولیاء ممتاز　　　چوں پیمبر در انبیاء ممتاز

در دو عالم بادست امیدم　　　ہست باد امید جاویدم

(حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ)

استفتاء مع الجواب

(کرامت غوث اعظمؒ)

مفتی خلیل الرحمان نقشبندی مجددی

کیا فرماتے ہیں علماء؟ دین حضرات اس مسئلہ میں۔ ایک خطیب صاحب نے نماز جمعہ میں اپنی تقریر میں فرمایا کہ حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ سے جتنی کرامات ظہور میں آئی ہیں اتنی کرامات اور کسی ولی اللہ سے ظہور پذیر نہیں ہوئی ہیں خطیب صاحب نے دوران بیان یہ بھی فرمایا کہ آپ نے بارہ برس کا ڈوبا ہوا بیڑا بمعہ تمام براتیوں کے ترا دیا تھا خطیب صاحب کی تقریر کے اس حصے پر چند آدمیوں نے اعتراض کیا۔ کہ یہ بالکل غلط اور من گھڑت بات ہے اور عقل سے بعید ہے کہ اتنے برس بعد لوگ زندہ ہو کر دریا سے نکل آئیں۔ مہربانی فرما کہ واضح فرماویں کہ حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی یہ کرامت صحیح ہے یا کہ نہیں بینوا توجروا۔

شیخ فضل الرحمان سکنہ بیلہ نیکو خان دلہ زاک روڈ تحصیل و ضلع پشاور

الجواب بتوفیق الوہاب

پہلے چند تمہیدی کلمات پر غور کریں جس میں کچھ ضروری وضاحت کرنا چاہتا ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات فرمایا۔ اور عزت و کرامت کا تاج اس کے سر پر سجایا ارشاد باری تعالیٰ ہے (ولقد کرمنا بنی آدم۔الآیہ) اور ہم نے معزز کیا اولاد آدم کو پھر خصوصیت سے اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم میں سے مزید شرافت و کرامت سے نوازا جو مومن ہونے کے ساتھ ساتھ زیادہ متقی اور پرہیز گار ہیں رب کریم کا ارشاد ہے ان اکرمکم عنداللہ اتقکم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت مکرم وہ ہے جو بہت زیادہ پرہیز گار متقی ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شرافت و کرامت کے اعلیٰ مقام پر انسان کو فائز فرما دیا ہے۔ جو اعلیٰ درجہ خوش قسمتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے انسان کو اختیارات تفویض فرما دیئے اور دوراستے اس کے لئے

متعین فرما دیئے۔ ایک راستہ ہدایت کا جسے صراط مستقیم کہا جاتا ہے اور وہی جنت کا راستہ ہے۔ دوسرا کفر و ضلالت کا راستہ جو جہنم کا راستہ ہے۔ ان دونوں راستوں کے نیک و بد انجام سے رب رؤف رحیم نے انسان کو بذریعہ انبیاء و کتب منزلہ پوری وضاحت اور تفصیل سے آگاہ فرما دیا۔ پھر انسان کو دیئے ہوتے اختیار کے تحت یوں فرمایا (من شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر۔ الآیہ یعنی انسان تمہاری مرضی ہے چاہے تو تو مؤمن بن اور ہدایت کے راستے پر چل چاہے تو تو کافر بن کر کفر کے راستے پر چل پھر قرآن پاک میں ارشاد فرمایا من عمل صالحاً فلنفسہ و من اساء فعلیہا یعنی جس نے نیک عمل کیا تو اس نے اپنے لئے کیا اور جس نے برا عمل کیا تو وہ اسی کے لئے ہے۔ ان آیات سے اور ان جیسی دوسری آیات سے صاف ثابت ہوا کہ انسان پتھر کی طرح مجبور محض نہیں ہے۔ بلکہ اس کو رب کریم نے۔ بہت اختیارات اور مخلوق میں تصرفات کرنے کی پوری طاقت عطاء فرمائی ہے اور قیامت میں سزا و جزا کا دارومدار اس کے اپنے اعمال پر ہے۔ مطلب یہ کہ جہاں جانا چاہے۔ جنت میں یا جہنم میں اس کے مطابق عمل کرے۔ اسی لئے علامہ اقبال نے فرمایا ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

انسان کو دیئے گئے اختیارات کے تحت وہ کس مقام تک پہنچ سکتا ہے حدیث قدسی ملاحظہ ہو۔ رب العزت کا ارشاد ہے کہ " بندہ ہمیشہ نفلی عبادات کے ذریعہ میری بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے راضی ہو جاتا ہوں جب میں اسے راضی ہو جاتا ہوں تو پس اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں " پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے حدیث قدسی فکنت سمعتہ الذی یسمع بہ وبصرۃ الذی یبصربہ ویدہ الذی یبطش بہ رجلہ الذی یمشی بھا وان سئلنی لاعطینہ مشکوۃ شریف صہ ۱۸۹)۔

ترجمہ: پس میں اپنے ولی کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اپنے ولی کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں

بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں اسے ضرور عطاء کر دیتا ہوں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ۔ یعنی لا مثل لہ و لا مثال لہ۔ لیس کمثلہ شیئی و ہو السمیع البصیر) اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا ہے اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ حدیث قدسی میں رب ذوالجلال نے فرمایا کہ میں اپنے نیک بندے کے کان آنکھ ہاتھ پیر بن جاتا ہوں جبکہ یہ صفات مخلوق کی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے پاک منزہ ہے۔ تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے کو ایسی طاقت و قدرت عطاء فرماتا ہے جو کہ خدائی طاقت ہوتی ہے اور وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوتی اس تمہیدی مضمون سے اچھی طرح واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو وہ اختیارات عطاء فرماتا ہے اور مخلوق میں تصرفات کی وہ قدرت دیتا ہے جس سے دوسرے لوگ یکسر عاری ہوتے ہیں ان انسانی اختیارات جو رب العزت نے اسے عطاء فرماتے ہیں۔ سے انکار صریح اور فاش غلطی ہے۔ اگر انسان کو اختیارات حاصل نہیں ہیں تو پھر نیکی اور بدی کے کیا معنی جنت اور دوزخ کا کیا مطلب؟۔

نتیجہ یہ نکلا کہ تفویض شدہ اختیارات انسانی سے انکار در حقیقت قرآن کریم سے انکار ہے اہل سنت و الجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ (العبد کاسب) انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے اور وہ ہر عمل کا خود کاسب ہے۔ اسی لئے سزا و جزا کا دارومدار اسی پر مرتب ہو گا مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔

اولیاء راہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گردانند زراہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء کو ایسی طاقت حاصل ہے کہ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس لوٹا دیتے ہیں۔ ایسے مراتب پر جو بندے فائز ہو جاتے ہیں ان کا ہر ایک کام بول چال اللہ اور اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرضی کے مطابق ہوتا ہے اور وہ الہام الٰہی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے۔ اہل بصیرت حضرات سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جو بات کہتے ہیں تو بات سے پہلے اپنی کتاب (حجۃ اللہ البالغہ) میں فرماتے ہیں الہمنی ربی یعنی میرے رب نے مجھے الہام

فرمایا۔ رومی فرماتے ہیں

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ۔

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی ولی جو کہتا ہے وہ اللہ کا کہا ہوتا ہے گرچہ بظاہر ولی ہی بولتا ہے)۔

مذکورہ حدیث قدسی سے ثابت ہوا کہ اللہ کا ولی جو سنتا ہے تو وہ خدا کی طاقت سے سنتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ انسان کے کان تھوڑے فاصلے والی آواز سن سکتا ہے زیادہ سے زیادہ ایک فرلانگ کی مسافت پر سن سکے گا اس سے زیادہ ممکن نہیں لیکن جو کان خدا کے طرف منسوب ہو چکے ہیں اور ان کے سماع میں خدا کی طاقت سماع شامل ہو گئی تو اس کے لئے دور اور نزدیک کا فاصلہ کوئی معنی نہیں رکھتا اگر وہ مشرق میں ہو گا تو مغرب میں رہنے والے مرید کی آواز بھی سن سکتا ہے اور یہ بعید از عقل اس لئے نہیں کہ ان کانوں میں اب خدائی طاقت آ گئی جس کے لئے حد کا تعین کرنا بالکل مہمل بات ہے۔ اہل علم حضرت سے پوشیدہ نہیں کتب احادیث میں فاروق اعظم خلیفہ۔ دوم حضرت عمرؓ کا واقعہ مشہور ہے۔ مشکوۃ شریف صفحہ ۵۴۶ پر ہے۔

حدیث شریف: وعن ابن عمر ان عمر رضی اللہ عنہ بعث جیشاً وامر علیہم اجلایدعی ساریتہ فبینما عمر رضی اللہ عنہ یخطب فجعل الیصیح یا ساریا الجبل-- الحدیث رواہ البیقہی فی دلائل البنوۃ مشکوۃ شریف صہ ۵۴۶ ترجمہ حدیث شریف روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک شخص کو امیر بنایا جنہیں ساریہ کہا جاتا تھا تو جبکہ حضرت عمرؓ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک چیخنے لگے تھے کہ اے ساریہ پہاڑ کو لوٹو پھر لشکر سے ایک قاصد آیا بولا امیر المؤمنین ہم کو ہمارا دشمن ملا انہوں نے ہم کو بھگا دیا تو کوئی چیخنے والا بولا اے ساریہ پہاڑ کو لوٹو ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف لگالیں تب انہیں اللہ تعالیٰ نے بھگا دیا مراۃ المناجیح ص ۲۸۳ جلد ۸ وضاحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ لشکر نہاوند بھیجا تھا۔ نہاوند جنوبی ہمدان کے پہاڑوں کے پاس مشہور بستی ہے اور ہمدان ملک فارسی میں ہے جو بقولے مدینہ پاک سے ایک ماہ کا اور بقولے دو ماہ کا راستہ ہے۔ مرقاۃ شریف صہ ۶۸۴ حضرت ساریہؓ نہاوند میں جہاد کر رہے تھے کفار کوشش کر

رہے تھے کہ کچھ فوج آگے سے اور کچھ پیچھے سے کر کے مسلمانوں کو گھیرے میں لے لیں اور بھرپور حملہ کر دیں۔ حضرت ساریہؓ اس سازش سے بے خبر تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں مدینہ سے پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو اپنے پیچھے کر لو تاکہ تم پر پیچھے سے حملہ نہ ہو سکے۔ حضرت ساریہؓ اس ہدایت سے سنبھل گئے اور پھر اللہ تعالٰی نے انہیں فتح دی۔

اس حدیث شریف سے چند مسئلے معلوم ہوتے ایک یہ کہ اللہ والے دور کو بھی نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت خدائی طاقت ہوتی ہے۔ جس کے لئے دوری کوئی معنی نہیں رکھتی۔ دوسری یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچا دیتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ اللہ کے اولیا۔ دور سے بھی مدد کرتے ہیں۔ مِرآۃ المناجیح جلد نمبر ۸ صہ ۲۸۱

مقام غور: دیکھئے حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ سے اتنی دور لڑنے والے مجاہدین اسلام کو دیکھ لیا اور وہیں سے انہی ہدایت دی۔ اور اتنی دور سے ان مجاہدین نے مدینہ منورہ کی آواز سن لی اور اس ہدایت پر عمل کر کے فتح پائی۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی آنکھیں وہ آنکھیں تھیں جو اللہ کی طرف منسوب ہو چکیں تھیں اس لئے تو مدینہ پاک سے نہاوند میں نقشہ۔ جنگ انہوں نے دیکھ کر ہدایت فرمائی۔ اور حضر ساریہؓ کے کان وہ کان تھے جو اللہ تعالٰی کے طرف منسوب ہو چکے تھے اس لئے تو انہوں نے نہاوند کے میدان جنگ میں مدینہ پاک سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہاں ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ جس محبوب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور محبت سے اس کے غلاموں کی یہ شان ہے پھر اس محبوب پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی چشمان مبارک کیوں نہ فرش و عرش کی ہر شے کو ملاحظہ فرماتی ہونگی اور اس محبوب کے کان مبارک کیوں نہ ساری کائنات کی آوازیں سنتے ہونگے۔ حضرت امام اہل سنت والجماعت شاہ احمد رضا خان نے فرمایا۔

سر عرش پر ہے تیرا گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

اور فرماتے ہیں؟

دور نزدیک کے سننے والے وہ کان۔

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام۔

اب اگر کوئی کہدے کہ یہ تو عقل سے بعید ہے کہ دو ماہ کی مسافت پر ایک آدمی کی آواز دوسرا آدمی سن لے تو ایسی عقل کو عقل کہنا چاہیے؟ ہرگز نہیں اس لئے کہ ایک سیکنڈ میں امریکہ سے پندرہ ہزار میل کے فاصلے پر پاکستان میں ٹیکنالوجی کی طاقت سے پکاری گئی آواز تو سنی جا سکتی ہے اور اس سے آج تک کسی نے بھی انکار نہ کیا لیکن خدا کی طاقت سے پکاری ہوئی آواز کو دور کے فاصلے سے سننے پر انکار کیا جاتا ہے کتنی حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ فیاعجبا

حالانکہ حدیث قدسی سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ولی اللہ پاک کی طاقت سے سنتا اور دیکھتا ہے اور پھر کرامات اولیاء قرآن کریم سے ثابت ہیں لہٰذا اس کا انکار سوائے ملحد کے اور کوئی نہیں کر سکتا حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ جب آپ کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوتے تو اس وقت آپ شہر سے باہر ایک جنگل میں ایک کھجور کے خشک درخت کی جڑ سے ٹیک لگائے ہوئی بیٹھی تھیں آپ کو اس وقت بھوک محسوس ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف آپ کو فرمایا گیا ہے وھزی الیک بجزع النخلہ تساقط علیک رطباجنیاپ ۱۶ ع ۵ یعنی کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گرینگی۔ چنانچہ حضرت مریم علیہا السلام نے اپنے ہاتھ سے اس خشک درخت کو ہلایا تو آپ ہاتھ کی برکت سے وہ کھجور کا درخت فوراً سرسبز ہو گیا اور اسی وقت پھل لایا اور تازہ پکی ہوئی کھجوریں گرنے لگیں جو آپ نے کھائیں تو یہ کرامت مریم علیہا السلام کے ہاتھوں نے دکھائی۔ لیکن ہاتھ مریم علیہا السلام کے تھے اور طاقت ان میں خدائی تھی کیونکہ حدیث مذکورہ میں وضاحت ہو گئی اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "پھر اپنے مقرب بندے کے ہاتھ میں ہو جاتا ہوں۔"

انہی مریم علیہا السلام کی ایک دوسری کرامت بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ کہ مریم علیہا السلام جب چھوٹی تھیں تو ان کی کفالت حضرت زکریا علیہ السلام کے سپرد تھی۔ انہوں نے مریم علیہا السلام کو بیت المقدس میں ایک چھوٹے کمرے میں رکھا تھا اور جب وہ باہر جاتے تو کمرہ کو بند کر کے تالہ لگا دیا کرتے۔ جب واپس آتے تو دیکھتے کہ مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل پڑے ہیں۔

حضرت زکریا علیہ سلام حیرت میں پڑ جاتے اور مریم علیہا السلام سے پوچھتے کہ یہ کہاں سے آیا جواب میں مریم علیہا السلام فرماتیں قالت ہو من عند اللہ کہ یہ پھل اللہ تعالیٰ کے طرف سے میرے پاس آیا۔ سبحان اللہ کیا شان اولیا ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ مفصل سورہ النمل میں مذکور ہے ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ سب لشکری پرندے موجود ہیں مگر ہدہد موجود نہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا مالی لاارى الهدهدام كان من الغائبين کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا؟۔ اصل میں اس روز ہدہد اڑتے ہوتے یمن کے شہر سبا میں چلا گیا تھا اس ملک کے لوگ سورج کے پجاری تھے اور ان کی حکمران ایک عورت تھی جس کا نام بلقیس تھا۔ قرآن کریم میں بلقیس کے تخت کے متعلق ارشاد ہے ولها عرش عظيم ○ یعنی اس کا تخت بہت بڑا تھا۔ مفسرین کرام حضرات نے لکھا ہے کہ یہ تخت اسی گز لمبا اور چالیس گز چوڑا اور تیس گز اونچا تھا اور سونے چاندی کا بنا ہوا تھا اور قیمتی جواہرات سے مرصع تھا۔ بلقیس نے ایک بڑا گھر بنایا تھا اس میں پھر دوسرا گھر اس میں پھر تیسرا گھر اس میں پھر چوتھا اس میں پھر پانچواں اس میں پھر چھٹا اس میں پھر ساتواں گھر وہ تخت اس ساتویں گھر میں تھا اور گھر مقفل رہتا تھا اور پہرہ دار بھی متعین تھے۔ تو جب ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی خبر دی تو انہوں نے ایک خط لکھ کر ہدہد کو دیا پہلے بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ لکھا پھر لکھا۔ الاتعلوا علی واتونی مسلمین اور اپنی مہر ثبت فرمادی۔ یعنی میرے معاملے میں بڑائی ظاہر نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے حضور حاضر ہو جاؤ۔ یہ خط ہدہد نے بلقیس کو پہنچا دیا وہ ۔بہت گھبرائی ارا کین سلطنت سے مشورہ کیا۔ آخر کار سلیمان علیہ السلام کے پاس جانے کیلئے تیار ہو گئی۔ ہدہد بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا اور کہا کہ بلقیس آپ کے پاس آرہی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس وقت درباریوں سے خطاب فرمایا اور یوں گویا ہوتے۔

یا ایہا الملاء ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین

ترجمہ: یعنی اے درباریو تم میں سے کون ہے کہ وہ اس (بلقیس) کا تخت میرے پاس لے آؤ قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس کا وزنی تخت اس کے یہاں پہنچنے سے پہلے پہلے میرے پاس پہنچ جاتے۔ مفسرین حضرات نے

لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار اور بلقیس کے تخت کے مقام کا درمیانی فاصلہ دو مہینہ کی راہ کا تھا۔ اور تخت کے بارے تفصیل گزر چکی ہے سوچنا چاہیئے کہ اتنا بڑا وزنی تخت اور پھر اتنی دور سے اور پھر اتنا جلدی آجانا قرین قیاس ہے۔ ہرگز نہیں اور عقل میں یہ بات آتی ہی نہیں مگر قرآن پاک فرماتا ہے۔ قال عفریت من الجن انا آتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک وانی علیہ لقوی امین

ایک جن اٹھا اور کہنے لگے میں وہ تخت آپ کے پاس لئے آؤنگا قبل اس کے کہ آپ کا یہ اجلاس برخاست ہو مجھے اس پر طاقت حاصل ہے۔ اور میں امین بھی ہوں۔ یعنی جن نے کہا کہ حضور آپ کا یہ دربار برخاست ہونے سے پہلے پہلے میں وہ تخت یہاں لا سکتا ہوں۔ مگر حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نہیں میں اسے بھی جلد تر چاہتا ہوں تو پھر قال الذی عندہ علم من الکتاب آنا آتیک بہ قبل ان یر تد الیک طرفک فلمار امستقر اعندہ)

ترجمہ : یعنی ایک علم والا اٹھا اور اس نے عرض کی کہ میں وہ تخت حضور میں حاضر کر دونگا قبل اس کے کہ آپ پل ماریں جب سلیمان علیہ السلام نے دیکھا تو تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا پارہ نمبر 19 رکوع نمبر 18 مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ شخص ولی تھا اور اس کا نام آصف بن برخیا تھا۔ سبحان اللہ کیا کرامت دکھادی کہ اتنا بڑا وزنی تخت جسے کئی آدمی ہلا تک نہ سکیں۔ اور پھر اتنی دور سے جہاں دو مہینے میں صرف پہنچا جائے اور واپسی کیلئے بھی مزید دو مہینے درکار ہوں سلیمان علیہ السلام کا وہ سپاہی امتی اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آیا۔ قرآن کریم میں آتیک بہ ہے یعنی اسے آپ کے پاس لے آؤں اور آنا جب ہی ہو سکتا ہے جب پہلے جانا بھی ثابت ہو اس سے معلوم ہوا کہ وہ عالم پل بھر کے عرصہ میں اتنی دور چلا بھی گیا اور پھر آ بھی گیا اور آیا بھی اتنی جلد اتنے بڑے عظیم تخت کو ساتھ لا کر۔ اور مزید حیران کن بات یہ کہ گیا بھی اور آیا بھی اور دربار سے غائب بھی نہیں ہوا۔ یہ عالم وولی کی بڑی طاقت نہیں تو پھر کیا ہے۔ حالانکہ یہ عالم ولی حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتی تھا تو پھر وہ حضرات اولیاء کرام جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام اور امتی ہیں ان میں یہ طاقت بلکہ اس سے زیادہ کیوں نہ ہوگی۔

قرآن کریم سے صاف صریحاً معلوم ہوا کہ اولیاء کو رب ذوالجلال نے طاقتیں عطاء فرمائیں ہیں اور وہ ممتاز اور مخصوص ہیں۔ جو عوام کو نہیں ملی ہیں تو پھر عوام کی سمجھ میں یہ باتیں کیسے آئینگی؟۔ عوام کی عقل میں آئیں یا نہ آئیں ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو۔ بہت بڑی طاقتیں عطاء فرمائی ہیں جیسے کہ قرآن کریم سے ظاہر ہوا۔ اور گذشتہ حدیث قدسی سے ثابت ہوا اسی لئے فرمایا حضرت رومیؒ نے۔ فرمایا

اولیاء راہست قدرت ازالہ تیر جستہ باز گردانند زراہ)

سابقہ حدیث قدسی سے معلوم ہوا کہ بندہ نفلی عبادات و مجاہدات سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور وہ عشق الٰہی میں اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے۔ اس کا دل ایسا صاف اور شفاف ہو جاتا ہے کہ اس کو اپنے دل میں ہر چیز کا عکس نظر آنے لگتا ہے۔ کیونکہ اس کے صیقل شدہ دل پر انوار الٰہی کا نزول برابر جاری رہتا ہے۔ وہ جب عشق الٰہی کی بھٹی سے نکل کر باہر آتا ہے تو اس کی تمام صفتیں بدل جاتی ہیں۔ جیسے لوہے کو آگ کی بھٹی میں رکھا جاتا ہے تو وہ آگ کے طرح سرخ ہو جاتا ہے۔ اور جو کام آگ کرتی ہے وہی کام وہ لوہا بھی کرتا ہے۔ یعنی آگ کا کام جلانا ہے جو چیز آگ سے مس ہو گی وہ جلے گی اسی طرح اس لوہے سے بھی جو چیز مس ہو گی وہ جل جائیگی۔

حالانکہ وہ لوہا آگ نہیں بن جاتا لوہا ہی رہتا ہے لیکن قرب آگ سے اس کو وہ صفت ملی جو آگ کی صفت ہے، تو بندہ بارگاہ الٰہی میں جب مقبول ہو جاتا ہے اور محبوب بن جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ وہ مخصوص طاقت اسے عطاء فرما دیتا ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہوتے ہیں۔ ان کی نگاہ باریک بین دق بین سے دور کی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہتی دوسروں کے دلوں میں جو خدشات وخیالات آتے ہیں وہ اولیاء کو اپنے صیقل کردہ دلوں میں نظر آ جاتے ہیں۔ جیسے آئینے کے سامنے جو چیز آئیگی اس کا گوشہ گوشہ آئینے میں نظر آئیگا حالانکہ وہ چیز آئینے میں ہرگز نہیں ہوتی۔

وہ جو زبان حق ترجمان سے بولتے ہیں تو مرضی مولی کے خلاف کبھی نہیں بولتے بلکہ اولیاء الہام ربانی سے پورا کرتے ہیں جیسے کہ تمہید میں گزر چکا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔

آنکہ آگاہ گشت از اسرار ہو ۔ سر مخلوقات چہ بود پیش او ،

یعنی اللہ تعالیٰ جس کو اپنے اسرار سے آگاہ فرما دیتا ہے تو اس کے لئے مخلوق کے رازوں سے آگاہ ہونے میں کیا مشکل ہے۔ اور فرماتے ہیں شیخ کو ینظر بنور اللہ شد۔ از نہامت وز نخست آگاہ شد، ولی جب اللہ کے نور سے دیکھنے لگتا ہے تو وہ ابتداء اور انتہاء سے ہر چیز کے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ولی جب ایسے مقامات پر فائز ہو جاتا ہے تو پھر اس سے ایسے رموز ظہور پذیر ہوتے ہیں جسے عقل کوتاہ بین نہیں مانتی، کیونکہ وہ خلافِ عادت ہوتے ہیں لیکن اصطلاح شرع میں اسے کرامت ولی (خرق عادت) کہتے ہیں جو حق ہیں۔ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں

کرامات الولی فی دار دنیا - لہا کون وہم اہل النوال)

یعنی اولیاء کی کرامات دنیا میں حق ہیں ان کا ثبوت ہے اور یہ اولیاء اللہ تعالیٰ کی عطاء کے مستحق ہیں۔

گذشتہ زمانوں میں کفار انبیاء علیہم الصلوات والسلام کے معجزات کے منکر ہوا کرتے اور انبیاء علیہ السلام کو اپنے ہم مثل انسان کہا کرتے جیسا کہ فرعون اور اس کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے بارے کہا (**فقالوا انوء من بشرین مثلنا وقومہما لنا عابدون فکذبوہما فکانوا من المہلکین القرآن**، یعنی کہا فرعونیوں نے کیا ایمان لائیں ہم اپنے ہم مثل آدمیوں پر؟ حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ رب ذوالجلال فرماتا ہے "پس تکذیب کی ان کافروں نے موسیٰ اور ہارون علیہا السلام کی تو ہو گئے وہ ہلاک ہونے والوں میں سے"۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج کل بہت نام نہاد مسلمان اسی کافرانہ عقیدے کو اپناتے ہوتے ہیں۔ اور جیسے کفار معجزات انبیاء علیہم السلام کے منکر تھے ایسے ہی یہ لوگ کرامات اولیاء کرام کے منکر ہیں بطور دلیل وہ آیتیں پیش کرتے ہیں جو محض کفار کے حق میں نازل ہوتی ہیں مثلاً۔ (**ویعبدون من دون اللہ مالا یضرہم ولا نیفعہم**) اور عبادت کرتے ہیں سوائے خدا کی اس کی (بتوں کی)، جو نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع اور مثلاً (**افتعبدون من دون اللہ مالا نیفعکم ولا یضرکم انبیاء القرآن**،)

"کیا تم عبادت کرتے (پوجتے) ہو سوائے اللہ کے اس کو جو نہ تم کو نفع دے سکے اور نہ ضرر" (ایسی

جملہ آتیں) اور جہاں بھی (من دون اللہ) کا ذکر ہے اس سے مراد کفار اور ان کے بت ہیں لیکن یہ بے وقوف ان آیات کو جس میں نہ دیکھنے اور مدد نہ کر سکنے کا ذکر ہے مؤمنوں اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دیتے ہیں اور یہ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ انسان ان پتھروں اور بتوں کے طرح مجبور محض نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں اور برگزیدہ اولیاء کو بہت زیادہ طاقتیں عطاء فرمائی ہیں اور انہیں مخصوص تصرفات کرنے کے اختیارات سے نوازا ہے جیسے کہ حضرت عمرؓ اور مریم علیہا السلام اور قطب وقت آصف بن برخیا کے متعلق تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

بخاری شریف میں ہے (وکان ابن عمرؓ یراہم شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔ بخاری شریف) جلد ۲ صہ ۲۲

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ ایسے لوگوں کو مخلوق خدا میں بدترین شریر سمجھتے تھے اور فرماتے کہ یہ لوگ جو آیتیں کافروں کیلئے اتری ہیں مؤمنوں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے ان کم بختوں کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر ، گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

ترجمہ: پاک لوگوں کے کام تو اپنے پر قیاس نہ کر۔ اگرچہ لکھنے میں شیر (درندہ) اور شیر (دودھ) یکساں ہوتا ہے۔

شیر آں باشد کہ مرد اورا خورد شیر آں باشد کہ مردم رادرد

ترجمہ۔ شیر تو وہ ہے جس کو آدمی پیتا ہے اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑتا ہے۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسے زابدال حق آگاہ شد

ترجمہ۔ اس وجہ سے پورا عالم گمراہ ہو گیا۔ بہت کم کوئی خدا کے ابدال سے آگاہ ہوا

اشقیاء رادیدہ بینا نبود نیک وبد در دیدہ شاں یکساں نمود

ترجمہ۔ بدبختوں کی دیکھنے والی آنکھ نہ تھی اچھا اور برا ان کی آنکھ میں یکساں نظر آیا۔

ہمسری با انبیاء برداشتند اولیاء زا ہمچور خود پسند اشتند

ترجمہ۔ انہوں نے نبیوں کے ساتھ برابری کا دعوا کھڑا کر دیا اور اولیاء کو اپنے جیسا سمجھ لیا۔

گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر ماؤ ایشان بستۂ خوابیم خور

ترجمہ۔ یہ کہا کہ ہم بھی انسان ہیں اور وہ بھی انسان ہیں۔ ہم اور وہ سونے اور کھانے پینے کے پابند ہیں۔

این ندانستندا ایشان از عمی ہست فرقِ درمیاں بے انتہا

ترجمہ۔ اندھے پن سے وہ یہ نہ سمجھے کہ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے۔

مولانا رومؒ نے کہا کہ خوب وضاحت فرمائی لیکن اولیک کالانعام جن کی عقلیں چارپایوں کی سی ہیں انہیں کون سمجھائے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ عقل سے بعید ہے۔ ان حوالہ جات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور انسانوں میں مقرب بارگاہ الٰہی میں وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کماحقہ مطیع و فرمانبردار ہو اسی کو شریعت اسلامی میں متقی کہتے ہیں۔ پھر جو اطاعت الٰہی میں جتنا آگے ہو گا عشق الٰہی میں اتنا ہی کامل ہو گا۔

اور یہ مقام تب ہی حاصل ہوتا ہے کہ اپنے نفس امارہ پر غالب آجائے۔

نہنگ و اژدھا وشیر نرمارا تو کیا مارا
بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا

مگر یاد رکھنا چاہیے کہ بارگاہ رب العزت میں قرب حاصل کرنے کیلئے اتباع سنت اور محبت قلبی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ شرط اولین ہے کیونکہ آقا و مولیٰ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اور رب ذوالجلال کے درمیان وسیلہ ہیں۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

اور حضرت شاہ محمد غوث لاہوری رحمتہ علیہ فرماتے ہیں

محمد عربی کا آبروئے ہر دو سرا است۔ کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

اب مقام غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے چند کرامات اور ڈوبا ہوا بیڑا اس کے بارے کچھ مشت نمونہ خروارے کے مصداق تحریر کیا جارہا ہے۔

جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا
اسی کا تو ہے لاڈلا غوث الاعظمؓ

واضح ہو کہ حضور غوث الاعظمؓ کی کنیت طریقت میں امام ائمہ ہے اور شریعت میں محبوب سبحانی اور ابو محمد اور محی الدین ہے۔ آپ کا اسم گرامی قطب ربانی غوث صمدانی سید عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی ابن ابی صالح بن سید موسیٰ ہے۔ کنیت آپکی والدہ ماجدہ کی ام الخیر اور لقب امۃ الخیار اور اسم گرامی فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صومعیؒ ہے جو کبار مشائخ گیلان میں سے تھے اور مقتدائے اولیاء زمان اور مستجاب الدعوات تھے۔ حضور غوث الاعظمؓ نجیب الطرفین یعنی والدہ محترمہ اور والد بزرگوار دونوں طرف سے صحیح النسب ہیں

ولادت باسعادت

حضور غوث الاعظمؓ کی ولادت شریف پہلی تاریخ ماہ رمضان المبارک کو ہجری ۴۷۰ اور بقولے ۴۷۱ ہجری کو بمقام گیلان ہوئی۔۔ جبکہ آپکی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال تھی۔

شان غوث الاعظمؓ

حضور غوث پاکؓ جب تک شیر خوارگی کی عمر میں رہے ماہ رمضان المبارک میں دن کو کبھی دودھ نہ پیتے تھے۔ حضور کی عمر شریف جب اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ تحصیل علوم کے لئے گیلان سے بغداد شریف تشریف لے گئے۔ اسی سفر میں آپکے دست حق پرست پر ساٹھ رہزن توبہ تائب ہو کر آپکے عقید تمند ہو گئے یہ آپکا پہلا سفر تھا۔ آپ حضور قلیل عرصہ میں علوم ظاہری و باطنی میں شہرہ آفاق ہوئے۔

حضور غوث الاعظمؓ کا لقب محی الدین کیسے ہوا؟

آپ فرماتے ہیں کہ بیرون بغداد سے نماز جمعہ کے لئے ہم شہر آرہے تھے کہ راستہ میں ایک کمزور نحیف البدن بیمار پر ہمارا گذر ہوا جب اسکے قریب ہم پہنچے تو وہ ہماری طرف متوجہ ہوا اور کہا السلام

علیک یا عبدالقادر میں نے جواب دیا وعلیک السلام یا عبداللہ تو بیمار نے کہا میرے قریب آؤ میں قریب گیا بیمار نے کہا مجھے بٹھاو جب میں نے اسکو بٹھایا تو بیٹھنے کے ساتھ اسکا جسم تروتازہ اور چہرہ روشن ہو گیا۔ بیمار نے کہا مجھے پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ میں تیرے جد امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں۔ تجھ سے پہلے میں بیمار، نحیف، کمزور تھا جیسے کہ تم نے مجھے دیکھا لیکن اب اللہ تعالیٰ نے آپکے وجود مسعود کی برکت سے مجھے دوبارہ زندہ فرما دیا اور آپ محی الدین ہیں۔ غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں میں نے اسکو وہیں چھوڑا اور جامع مسجد چلے گئے ایک شخص نے میری جوتیاں اٹھائیں اور کہا یا محی الدین جب میں نے نماز ادا کی اور فارغ ہوئے تو ہر طرف سے لوگ دوڑ کر آتے اور میرے ہاتھ پاؤں چومتے اور کہتے یا محی الدین واضح ہو کہ آپ کا لقب زمین میں محی الدین اور آسمانوں میں آپ کا لقب باز اشہب ہے اور غوث الثقلین بھی۔ آپکا تصرف جن وانس اور ملائک پر بھی تھا حضور غوث پاکؓ فرماتے ہیں کہ انسانوں کہ ہر فرقہ میں مشائخ ہیں اور جنات کے بھی مشائخ ہیں اور میں جن وانس اور ملائک کا بھی شیخ ہوں۔

حضور غوث پاکؓ بارشاد باطنی نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومرتضویؑ ہجری ۵۲۱ میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر وعظ فرمانے لگے اور آپ حضور اکثر دوران وعظ فرمایا کرتے اے اہل آسمان وزمین آؤ ہماری باتیں سنو کہ میں نائب اور وارث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوں۔ حضور جب وعظ فرماتے تو سامعین کی تعداد ستر ہزار تک پہنچ جایا کرتی اسی طرح جنات صف در صف حاضر ہو کر مستفیض ہوا کرتے اور اسلام قبول کرتے کثیر تعداد میں آپکا وعظ سنکر لوگ اکثر بیہوش ہو جایا کرتے اور کئی کئی لوگ اپنی جان بجان آفرین سپرد کر دیا کرتے۔ حضور غوث الاعظمؓ کی تربیت بلاواسطہ روحانیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں اور پیر خرقہ آنجناب کا حضرت شیخ ابو سعید مخزومیؒ ہیں خزینۃ الاصفیا۔ جلد ۱ ص ۹۵

ثبوتِ کرامات اولیاء

تفسیر ابوالسعود میں یا مریم انی لک ھذا کے تحت مذکورہ ہے ای من این یجیئی لک ھذا الذی لا یشبہ ارزاق الدنیا والا بواب مغلقتہ دونک وھو دلیل علیٰ جواز الکرامتہ للاولیاء

انتہی

ترجمہ

یعنی زکریا علیہ السلام جب آکر کمرہ کھولتے تو مریم علیہا السلام کے پاس رزق پاتے تو فرماتے اے مریم کہاں سے یہ رزق تمہارے پاس آتا ہے۔ جبکہ دنیا کے رزق سے مختلف ہے اور پھر یہ کہ دروازہ بھی مقفل رہتا ہے تو مریم علیہا السلام فرماتیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے آتا ہے مفسر فرماتے ہیں کہ اس میں واضح دلیل ہے اور یہ کرامات اولیاء کے لیے ایک قوی ثبوت ہے تفسیر ابوالسعود جلد ۲ صہ ۳۰ سورہ مریم القرآن آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ مریم علیہا السلام اللہ تعالیٰ کی ولیہ تھی اور یہ بے موسم رزق یعنی پھل وغیرہ جو ارزاق دنیا سے بالکل مختلف تھیں کا آنا مریم علیہا السلام کے پاس یہ اسکی کرامت تھی لہٰذا کرامت اولیاء۔ نص قرآنی سے صریحاً ثابت ہے کہ جس سے انکار ایک ضال اور مضل ہی کر سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من انکار کرامات الاولیاء

تفسیر روح البیان میں ہے۔ ثم اعلم انہ کما ان للانبیاء معجزات فکذا للاولیاء کرامات ترجمہ پس جان لے تو کہ جیسے انبیاء علیہم السلام کے لئے معجزات ہیں اسی طرح اولیاء کے لئے کرامات ہیں اور درحقیقت کرامات اولیاء معجزات انبیاء علیہم السلام ہیں جن کا ظہور کشف کے ساتھ اولیاء کرام سے ہوتا ہے تفسیر روح البیان جلد نمبر ۵ صہ ۳۹۳ اور اسی تفسیر میں ہے ومن جملتہ کمالات الاقطاب ومن اللہ تعالیٰ علیہم الی آخرہ ترجمہ اور اقطاب و اولیاء کے جملہ کمالات اور ان پر احسانات خداوندی میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انکو صحبت جہلاء سے محفوظ رکھتا ہے اور انکو صحبت علماء، ادباء، امناء نصیب فرماتا ہے اور ان سے گناہوں کا بوجھ اٹھا دیتا ہے یعنی انکو جہلاء کے نزدیک پھٹکنے نہیں دیتا اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ تھا آصف بن برخیا وزیر واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام اور تھا آصف بن برخیا اپنے زمانے کا قطب اور متصرف تھا عالم پر جیسے کہ ظہور ہوا اس سے کرامت کا اور وہ تھا لانا تخت بلقیس کا۔ جسکا ذکر تمہید میں سے گزر چکا ہے تفسیر روح البیان جلد نمبر ۵ صہ ۳۸۰

عبد ابن مسعود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا حضور علیہ السلام نے ان اللہ تعالیٰ فی الارض ثلثمائتہ قلوبہم علی قلب آدم۔ الی ان قال۔ یدفع اللہ بہم البلاء عن

هذا الامتہ الی آخرہ۔تفسیر روح البیان جلد نمبر ۳ صہ ۲۸۶

ترجمہ یعنی زمین میں اللہ تعالیٰ کے تین سو اولیا۔ ایسے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل پر ہیں۔یہاں تک فرمایا۔دفع فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان اولیا۔ کی برکت سے آفات بلیات اس امت سے انتہی۔ اور اسی تفسیر میں ہے ومن خواص الاولیاء من یقال لہم الاوتاد وہم اربعت الی ان قال۔ وببرکات الاولیاء یاتی المطر من السماء وتخرج النبات من الارض وبدعائہم یندفع البلاء عن الخلق وان حیاتہم ومماتہم سواء لانہم احیاء علی کل حال تفسیر روح البیان جلد نمبر ۸ صہ ۲۳۳

ترجمہ اولیا۔ کرام کے خواص میں سے یہ ہے۔جنکو اوتاد کہتے ہیں اور انکی تعداد چار ہے جو دنیا کہ چاروں کونوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔اور انکی برکت سے اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا ہے! انکی برکات سے زمین نباتات اگاتی ہے اور انکی دعاؤں سے آفتیں اور بلائیں لوگوں سے دفع ہوتی ہیں اور انکی حیات اور موت برابر ہے اور یہ اولیا۔اللہ ہر حال میں زندہ ہیں۔

سالک فرماتے ہیں موت التقی حیات لانفاد لہا۔قدمات قوم وہم فی الناس احیاء۔اور شعر ہے

مشو بمرگ زاہدار اہل دل نومید۔ کہ خواب مردم آگاہ عین بیدار یست

ترجمہ۔ اتقیا۔اولیا۔ کی موت بھی حیات ہے جسکے لئے اختتام نہیں۔۔بہت سے اولیا۔ بظاہر فوت ہو چکے ہیں لیکن وہ اہل دنیا میں زندہ ہی ہیں۔

اور جلد نمبر ۲ میں ہے۔ فہم علی مراتب درجاتہم ومناصب مقاماتہم امنتہ ہذہ الامتہ کما قال علیہ السلام بہم ترزقون وبہم تمطرون وبہم یدفع اللہ البلاد روح البیان جلد نمبر ۲ صہ ۳۶۴

ترجمہ پس یہ اولیا۔کرام اپنے مرتبے اور مقام کے مطابق مناصب پر فائز ہیں اور یہ اولیا۔اس امت کے امین ہیں جیسا کہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اولیا۔ کی برکت سے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور ان ہی کی برکت اور دعاؤں سے بارش برسائی جاتی ہے اور ان ہی کی برکت اور دعاؤں سے

آفات دفع کئے جاتے ہیں لوگوں سے
ان اولیا کے خواص میں سے یہ ہے کہ یعنی انکی نگاہ باریک بین لوح محفوظ تک پہنچتی ہے۔اور کیوں نہ پہنچے گی۔جبکہ ان اولیاء کرام کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوجاتی ہیں فکنت بصرہ اور ان میں خدائی طاقت آجاتی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے دیکھتی ہیں مثلہم کمثل الحمار اللوح ینکشف لاکثر الاولیاء جلد ۴ روح البیان صہ۳۸۔ منکرین اولیاء کی آنکھیں جو مانند شپرہ چشم جو تاب آفتاب کو دیکھنے سے قاصر ہیں مقامات اولیاء کرام کو کیسے دیکھ سکتی ہیں حاشا و کلا ہاں جنکی آنکھیں بینا ہیں تو وہ نگاہ اولیاء کرام سے متعلق یوں فرماتے ہیں

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اولیاء کرام الہام ربانی سے کہتے ہیں۔ فکل من الرسول والوارث لاینطق عن الھویٰ لفنائہ عن ارادتہ بل ہو وحی یوحیٰ والالہام یلہم فوجب علی المرید ان یستسلم لامر الشیخ المرشد محبوبا او مکروھا ولا یتبع ھویٰ نفسہ انتھیٰ۔ روح البیان جلد نمبر ۷ صہ۱۷۸
ترجمہ، پس سب انبیاء علیہم السلام اور انکے وارث علماء و اولیاء کرام اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے کیونکہ وہ اپنے ارادوں سے گزر کر فنافی اللہ ہوتے ہیں انبیاء علیہم السلام جو کچھ کہتے ہیں انکو وحی ہوتی ہے اور اولیاء کرام جو کچھ کہتے ہیں انکو الہام کیا جاتا ہے یعنی وہ الہام ربانی سے کرتے اور کہتے ہیں۔پس واجب ہے مرید کے لئے کہ وہ اپنے شیخ یعنی پیرو مرشد کی بات کو تسلیم کرے چاہے اسکو پسند کرے یا نہ کرے اور اسکی پوری طرح اتباع کرے اور اپنے نفس کی اتباع نہ کرے بلکہ من کل الوجوہ اپنے مرشد کا تابع رہے علم غیب عطائی بھی انکی خواص میں سے ہے

اعلم ان علم الغیب بالذات مختص باللہ تعالیٰ واما اخبار الانبیاء علیہم السلام والاولیاء الکرام فبواسطتہ الوحی والالہام وتعلیم اللہ تعالیٰ ومن ھذا القبیل اخبارہ علیہ السلام من حال العشرۃ مبشرۃ۔وکذا عن حال بعض الناس۔وکذا اخبارۃ علیہ السلام عن اشراط الساعتہ۔تفسیر روح البیان جلد نمبر ۴ صہ۲۰۵؟
ترجمہ پس جان لے تو کہ مغیبات کا علم مختص ہے اللہ تعالیٰ کے لئے اور انبیاء علیہم السلام جو غیب

کی خبر دیتے ہیں تو وحی کی ذریعہ سے اور اولیاء کرام غیب کی خبر الہام کے ذریعہ سے دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے۔ اور اسی قبیل سے ہے خبر دینا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عشرۃ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اور بعض دوسرے لوگوں کے بارے خبر دینا جیسے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو اس دروازے سے پہلے داخل ہو گا وہ اہل جنت سے ہے۔ پس داخل ہوا پہلے عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ تو صحابہ کرام دوڑ پڑے انکی طرف اور انہیں بشارتیں دیتے تھے۔ اور اسی طرح خبر دینا حضور علیہ السلام کی قیامت کی نشانیوں کے بارے میں اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحیٰ۔ القرآن یعنی حضور انور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں وحی سے فرماتے ہیں اپنی طرف سے نہیں فرماتے

اولیاء کرام خاصان حق کے علو مرتبت کی وضاحت ان تمام مندرجہ حوالہ جات سے روز روشن کے طرح ہو چکی اب بھی اگر کوئی کور چشم مقام اولیاء سے انکار کرے تو اسکو اپنے آپ پر رونا چاہیے کیونکہ اسکا انکار کرامات اولیاء سے اسکے لئے باعث ذلت وخذلان فی الدارین ہو گا۔ مثنوی میں ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان زند ۔

اسی طرح تفسیر ہذا میں ہے ۔قال الا امام السخاویؒ ما اتخذ اللہ من ولی جاھل ولو اتخذہ لعلمہ یعنی اللہ تبارک تعالیٰ کسی جاہل کو ولایت عطا نہیں فرماتا اور اگر کسی جاہل ک ولایت سے نوازتا ہے اسے اپنا دوست بناتا ہے تو اسے علم لدنی عطا فرماتا ہے، روح البیان جلد نمبر ۴ صہ ۲۵

اور اسی تفسیر میں ہے۔ فکما ان جبل قاف مشرف علی کل جبل کذلک القطب غوث الا عظمؓ رف علی کل ولی وبہ قوام الاولیاء۔ روری لبیان جلد نمبر ۸ صہ ۲۳۳

ترجمہ پس جیسے کوہ قاف کا پہاڑ تمام پہاڑوں پر مشرف ہے اور فوقیت رکھتا ہے اسی طرح قطب غوث الا عظمؓ تمام اولیاء اللہ پر مرتبہ ومقام میں فوقیت رکھتا ہے اور سب سے مشرف ہے اور تمام اولیاء کا قیام اسی کی ذات سے وابستہ ہے ان اولیاء کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی ولی اللہ اور قسم سے کہدے کہ یہ کام یا یہ بات ایسی ہی ہوگی تو رب کریم اپنے ولی کو حانث نہ ہونے دے گا اور اسکے منہ سے جو بات نکلی ہو گی ویسے ہی اللہ تعالیٰ اسے پورا فرمادیگا بوجہ کرامت ولی کے ولا

یحلف علی اللہ بشیئی نحوان یقول اللہ لیفعلن اللہ کذا ولو اقسم ولی اللہ مثل القسم المذکور لابرہ اللہ وصدقہ فی یمینہ کرامتہ لہ صہ ۳۵۰ جلد نمبر ا روح البیان

ترجمہ کسی کے لئے ایسی قسم کرنا جائز نہیں کہ کہدے کہ قسم ہے میری اللہ تعالیٰ پر کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو ایسا ہی کریگا لیکن ولی اللہ اگر ایسی قسم کرلے تو اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو سچا کریگا اور اسکی بات کو پورا فرما دیگا بوجہ کرامت اسکی کے، اولیاء اللہ کے خواص میں سے یہ بھی ہے۔ کہ ان کے پاس جب جایا جائے تو نہایت تعظیم کے ساتھ جانا چاہئے۔ وفی التاویلات النجمیت یشیر الی تعظیم المشائخ فان الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ اے عظموا حرمتہ الشیوخ الی آخرہ۔ صہ ۱۸۵ جلد ۶ روح البیان یعنی تعظیم مشائخ لازمی ہے کیونکہ مرتبہ شیخ کا اپنی قوم میں ایسا ہی ہے جیسے نبی اپنی امت میں

یقول الفقیر وکذا لحال فی دخول المزارات و المشاہد المتبرکتہ انتہیٰ صہ ۱۸۳ جلد ۶ روح انبیان مصنف تفسیر روح البیان فرماتے ہیں اور یہی حکم ہے مزارات میں داخل ہونے کا اور ان متبرک جگہوں کا اور ان چیزوں کا جن سے اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا واسطہ رہا ہو یعنی ادب اور تعظیم کا لحاظ ہر حال میں رکھنا چاہیے، اور ان اولیاء و صالحین کے مزارت کے قریب دعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور ضروری ہے کہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء، اولیاء اور صالحین کو وسیلہ بنایا جائے۔ صہ ۳۹۹ جلد ا روح البیان

اس لئے کہ ارواح صالحین امداد فرماتی ہیں۔ لان الارواح تعین لارواح والاجسام فی کل وقت وحال۔ فاعرف ھذا صہ ۳۹۱ جلد ۷ روح

آج کل اکثر لوگ اولیاء کرام سے دشمنی اور حسد کرتے ہیں۔ توہین آمیز باتیں منہ سے نکالتے ہیں اور ہر وقت اولیاء کرام کی شان میں گستاخی کرتے رہتے ہیں اولئک کالانعام بل ہم اضل۔ انکی مثال چارپایوں کی سی ہے یہ کم بخت نہیں جانتے کہ انکی ان حرکات سے اللہ تعالیٰ ان پر کتنا غضبناک ہوتا ہے حدیث قدسی ہے۔ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی کو اذیت پہنچائی وہ میرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جائے العیاذ باللہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کا توسل بارگاہ خداوند کریم میں جائز ہے انکے مزارات مقدسہ پر حاضری

دینا باعث خیر و برکت ہے اور انکے مزارات کے قریب دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے

شان غوثیت

روح البیان میں یہ واقعہ درج ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں لیٹا ہوا تھا پشت کہ بل کہ اچانک میں نے سنا کہ پرندے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو میرا دل دنیا سے پھر گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرلی اور مرشد کامل کی طلب میں نکل پڑا فرماتے ہیں وخرجت فی طلب المرشد فلقیت ابا العباس الخضر علیہ السلام فقال لی اذہب الی الشیخ عبدالقادر فانی کنت فی مجلسہ فقال ان اللہ تعالیٰ جذب عبدا الی جنابہ فارسلہ الی اذالقیتہ قال فلما جئت الیہ قال مرحبا بمن جذبہ الرب الیہ بالسنتہ الطیر -الی آخرہ- صہ ۲۷ جلد نمبر ۷ تفسیر روح البیان

ترجمہ پس ملاقات ہوئی میری حضرت خضر علیہ السلام کیساتھ تو خضر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ چلے جاؤ تم حضرت شیخ عبدالقادر کے پاس کیونکہ میں انکی مجلس میں موجود تھا جبکہ مجھ سے حضرت غوث الاعظمؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اپنا قربؑ نصیب فرمایا ہے اور اسکو اپنے طرف کھینچ لیا پس تمہاری ملاقات جب اسکے ساتھ ہو جائے تو اسکو میرے پاس بھیج دینا۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ پھر میں جب حضرت غوث الاعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور پاک نے فرمایا مرحبا مبارک ہو آنا اس شخص کا جسکو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے ذریعے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسکو خیر کثیر سے مالا مال فرمادیا انتہیٰ۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ فی الحقیقت میری توبہ کا سبب پرندوں کی تسبیح ہی تھی۔

نوٹ، اس واقعہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضرت غوث الاعظمؓ کا مقام رب ذوالجلال کے یہاں اتنا ارفع و بلند ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام بھی انکی مجلس میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر حضرت خضر علیہ السلام ایسا نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ خضر علیہ السلام حضرت غوث الاعظمؓ قدس اللہ سرہ کی مجلس میں بیٹھکر فیض حاصل کرتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ اس بزرگ نے اپنے دل میں دنیا کو ترک کرنے کا ارادہ جب کیا تو اس سے حضور غوث الاعظمؓ باخبر ہو گئے۔ جبھی تو حضور غوث پاک نے حضرت خضر علیہ السلام سے اس شخص کو اپنے پاس بھیجنے کیلئے فرمایا۔

چوتھی بات یہ کہ وہ شخص جب حضور غوث پاکؓ کے در اقدس پر حاضر ہوا تو حضور نے صاف صاف فرمایا کہ مرحبا جسکو اللہ تعالیٰ نے پرندوں کی زبانی (تسبیح) کی وجہ سے اپنا مقبول بنا دیا۔ اب ان عقل کے مارے ہوئے نام نہاد مسلمانوں کو کون سمجھائے جو آئے دن اولیا۔ کرام کے پیچھے پڑے رہتے ہیں خدا انہیں ہدایت کرے یا پھر غارت کرے آمین۔

حضرت غوث الثقلین شیخ الجن والانس غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر گیلانی محبوب سبحانیؓ اللہ تبارک تعالیٰ کے محبوب ترین ولی تھے جسطرح ہیں حضور پر نور باعث ایجاد عالم فخر دو عالم، سید الانبیا، محبوب خدا، احمد مجتبیٰ سرور مکہ تاجدار مدینہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنکے سر اقدس پر رب ذوالجلال نے لولاک لما خلقت الافلاک کا تاج سجایا اور جنکو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا۔ کرام کا امام بنایا۔ اسی طرح امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اولیا کرام میں حضور غوث الاعظم قدس سرہ کو خداوند قدوس نے ممتاز مقام عطا فرما کر سرفرازؓ فرمایا اور مقام ولایت سے اس طرح نوازا کہ آپکو تمام اولیا پر فوقیت بخشی اور تمام اولیا کو آپکے تابع فرمان بنایا۔ حضور غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں گروہ اولیا۔ کو مخاطب کر کے۔

مقامکم العلیٰ جمعاً ولکن مقامی فوقکم مازال عالیٰ۔

ترجمہ اگرچہ آپ سب کا مقام بلند ہے پھر بھی میرا مقام آپکے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا اور فرماتے ہیں۔

وولانی علی الاقطاب جمعاً۔ فحکمی نافذ فی کل حالیٰ

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے پس میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے سبحان اللہ کیا شان غوثیت ہے یہی نہیں بلکہ رب کریم نے حضور غوث پاکؓ کو اپنے راز قدیم سے بھی آگاہ فرمایا غوث الاعظمؓ فرماتے ہیں

واطلعنی علی سر قدیم وقلدنی ؛ واعطانی سوالیٰ۔

ترجمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے راز قدیم پر مطلع کیا۔ اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا

عطا کیا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ غوث الاعظم رض کو اللہ تعالیٰ نے اسرار و رموز اور مغیبات کا علم بھی عطا فرمایا تھا اسی لئے تو حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

فلو القیت سری فی بحار لصار الکل غور افی الزوالِ

ترجمہ اگر میں اپنا راز یا توجہ دریاؤں پر ڈالوں تو تمام دریاؤں کا پانی زمین میں جذب ہو جائے گا

ولوالقیت سری فی جبال لدکت واختفت بین الرمالِ

ترجمہ اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈال دوں تو ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں مل جائیں گے

ولو القیت سری فوق نار لخمدت وانطفت من سری حالیِ

ترجمہ، اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نشان باقی نہ رہے

ولوالقیت سری فوق میت لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ

ترجمہ اگر میں اپنا راز مردہ پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو،

مقام غور ہے کہ رب رؤف رحیم نے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو مقام ولایت کتنا ارفع عطا فرمایا اور انہیں کتنے اہم امور میں تصرف فرمانے کا مجاز بنایا یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ غوث الاعظم رض اتنے اہم امور میں تصرف کر سکنے کا دعویٰ کے ساتھ جو ارشاد فرما رہے ہیں تو کیا از خود حاشا و کلا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور الہام سے فرماتے ہیں میں نے سابقہ سطور میں بحوالہ ثابت کر دیا کہ اللہ کے اولیاء کرام جو بھی فرماتے ہیں الہام ربانی سے فرماتے ہیں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا چرچا آسمانوں میں.... غوث الاعظم رض فرماتے ہیں

طبو بی فی السماء والارض دقت وشا وُس السعادۃ قد بدالیِ

ترجمہ میرے نام کے ڈنکے زمین اور آسمان میں بجائے جاتے ہیں۔ اور نیک بختی کے نگہبان میرے لئے ظاہر ہو رہے ہیں حضور غوث الاعظم رض اللہ تعالیٰ کی عطائے بے پایاں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

بلاداللہ ملکی تحت حکمی ووقتی قبل قلبی ود صفالیِ

ترجمہ اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے۔اور میرا وقت میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا یعنی میری روحانی حالت میرے جسم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مصفا تھی۔

نظرت الی بلاداللہ جمعاً کنحردلتہ علی حکم اتصالی

ترجمہ میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا۔تو وہ سب بلکر رائی کے دانہ کے برابر تھے

---ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء--- کیا خوب فرمایا مولانا رومیؒ نے اولیا کرام کے بارے میں

آنکہ آگاہ گشت ازاسرارہ ہو سر مخلوقات چہ بود پیش او،

ترجمہ وہ جو کہ اللہ تعالیٰ کے رازہائے مخفی سے خبرادار ہوا تو رازہائے مخلوقات سے خبردار ہونے میں کیا دقت ہے وضاحت ان ارشادات عالیہ سے صاف ثابت ہوا کہ محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دائرہ تصرف زمین تو کیا بلکہ آسمانوں تک پھیلا ہوا ہے اور کیوں نہ ہو گا جبکہ آپ غوث قطب کے مرتبہ پر فائز ہیں اور محبوب خدا اور محبوب خدا کے محبوب ہیں۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

درست العلم حتی صرت قطباً ونلت السعید من مولی الموالی

ترجمہ میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہو گیا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پالیا

وکل ولی لہ قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمالی

ہر ایک ولی کے لئے ایک مرتبہ ہے اور میں نبی کریم علیہ السلام کے قدم پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کامل ہیں یہ ہیں وہ مدارج ومقامات حضرت غوث الثقلینؓ کے جو آپ نے اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمائے اسی لئے سالک فرماتے ہیں

بدہ دست یقین اے دل بدست شاہ جیلانی

کہ دست اوبود اندر حقیقت دست یزدانی

مقام صد افسوس ہے کہ جسکی عظمت وجلالت شان اظہر من الشمس ہے جنکی ولایت وعلو مرتبت پر

علماء و مشائخ امت مستحق ہیں اور جنکی مجلس وعظ میں انبیاء علیہم السلامؑ واولیاء کرام تشریف آوری فرمایا کرتے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا ہے کہ محبوب سبحانی قطب یزدانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس مبارک میں کل اولیاء رحمان اور انبیاء کرام جسمانی حیات کے ساتھ اور روحانیت کے ساتھ اور جن وملائک تشریف فرما ہوتے تھے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تربیت وتائید کے لئے جلوہ فرما ہوتے تھے۔ اور حضرت خضر علیہ السلام تو اکثر اوقات آپکی مجلس مبارک میں موجود رہا کرتے تھے۔ کرامات غوث الاعظم صہ ۳۵۔ بہجتہ الاسرار۔ ایسی عالی مرتبت ہستی کی کرامات سے انکار اور ایسے محبوبان خدا کو اپنے ہم مثل سمجھنا کتنی ظلم کی بات ہے وہ ہستی جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مقرب بنالیا ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں تصرف کرنے کا اختیار عطا فرمایا اور جنہیں تمام اولیاء کا حاکم بنایا۔ جیسے کہ حضرت غوث صمدانی فرماتے ہیں

انا الحسنی والمخدع مقامی — واقدامی علی عنق الرجالٖ

ترجمہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور میرا رتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں، قصیدہ غوثیہ

ایسے ملحدین منکرین کرامات اولیاء کے متعلق رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ہمسری با انبیاء شتند — اولیاء راہمچو خود پسند برداشتند
گفت اینک ما بشر ایشان نبود — ما وایشان بستہ خوا ہیم و خور
اشقیاء رادیدہ بنیا نبود — نیک وبد در دیدہ شان یکسان نمود
این ندانستند ایشان ازعمیٰ — ہست فرق درمیان بے انتہیٰ

ترجمہ ان کم بختوں نے انبیاء کے ساتھ برابری کا دعوی کیا۔ اور اولیاء کو اپنے برابر سمجھ لیا، کہا انہوں نے وہ بھی انسان ہیں اور ہم بھی انسان ہیں۔ ہم اور وہ بھی کھانے پینے اور سونے کے پابند ہیں ان کم بختوں کو دیکھنے والی آنکھیں نہ تھیں۔ اچھا اور برا انکو ایک طرح نظر آیا اپنے اندھے پن کی وجہ سے نہ سمجھ سکے۔ کہ ان دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے، ان منکرین کے لئے یہ شعر قابل عبرت ہے

تو رینگتا ہے فرش پر اور عرش پہ انکا گذر

اب خود ہی تو انصاف کر وہ بھی بشر تو بھی بشر

خلاصہ یہ کہ منکرین اولیاء کے انکار سے اولیاء کرام کی عزت و توقیر میں رب العالمین کے نزدیک کچھ فرق نہیں پڑتا عربی کا شعر ہے

ماضر شمس الضحی فی الافق طالعتہ ان لا یری ضوٴھا من لیس ذالبصر

یعنی سورج جب افق (آسمان) پر طلوع ہو جاتا ہے۔ تو اندھے کے نہ دیکھنے سے اسکی روشنی میں کوئی نقصان واقع نہیں ہوتا۔ اب یہ اندھا اگر سورج کی عیب جوئی کرے تو مقام غور ہے۔

تمام اولیاء اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نیک صالح بندے اور دوست ہیں۔ لیکن سب کے مراتب یکساں نہیں ہوتے۔ کیوں کہ مصرعہ خدا پنج انگشت یکساں نکرد

خداوند قدوس نے جو مرتبہ اور مقام حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا ہے اسکو دائرہ حصر میں لانا بعید بلکہ ناممکن ہے۔ ظاہر ہے کہ اکثر اولیاء کرام سے وقتاً فوقتاً کرامتوں کا ظہور ہوا ہے جس سے کتب تصوف مملو ہیں اور علاوہ ازیں اولیاء کرام کی کرامتوں کا ذکر تفاسیر کتب احادیث کتب تواریخ میں بھی بکثرت موجود ہے

غوث الثقلین رضی کے بارے تفسیر روح البیان میں مذکور ہے،

اعلم ان الولایتہ علی قسمین عامتہ وہی مشترکہ بین جمیع المومنین و خاصتہ وہی مختصتہ بالواصلین الی اللہ من اہل السلوک والولایتہ عبارۃ عن فناء العبد فی الحق وابقاء بہ الی ان قال فانہ قد تمجتمعتان کما رجتمعتا فی الشیخ عبدالقادر الجیلانیؒ والشیخ ابی مدین المغربیؒ قدس اللہ سرہما۔ فانہ لم یات من اہل المشرق مثل عبدالقادر الجیلانی فی الخوارق من اہل الغرب مثل الجامدین۔ الی آخرہ تفسیر روح البیان جلد نمبر ۳ صہ ۶۲

ترجمہ پس جان لے تو کہ ولایت دو قسم پر ہے ایک عام ہے جیساکہ ارشاد ہے باری تعالیٰ کا (اللہ ولی المومنین) اور یہ مشترک ہے تمام مومنوں کیلئے۔ اور دوسری خاص ہے اہل سلوک میں سے واصلین الی اللہ کیساتھ اور ولایت کا معنی یہ ہے کہ آدمی فنافی اللہ ہو جائے اور باقی باللہ ہو جائے اور کرامات کا ظہور ولایت کیلئے شرط نہیں جیسے کہ پانی پر چلنا۔ ہوا میں اڑنا۔ مسافت بعیدہ کو مدت قلیلہ میں طے کرنا

کیوں کے یہ بعض اوقات غیر مسلموں سے بھی ظہور میں آتی ہیں بلکہ ولی کے لیے علوم قلبیہ اور معارف ربانی کا حاصل ہونا ضروری ہے اور کبھی یہ دونوں چیزیں یعنی ظہور کرامات اور علوم قلبیہ و معارف ربانی ولی میں جمع ہوجاتی ہیں جیسے کہ جمع ہوئی تھیں حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانی اور ابی مدین المغربی قدس اللہ سرہما میں۔ مفسرؒ فرماتے ہیں پس تحقیق اہل مشرق میں کسی ولی اللہ سے مثل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ خوارق یعنی کرامات کا بکثرت ظہور نہیں ہوا ہے اور اس طرح اہل مغرب میں ابی مدین قدس سرہ سے بکثرت کرامات کا ظہور ہوا ہے

کرامات حضرت غوث الاعظمؓ

۱۔ ستر گھروں میں غوث الاعظمؒ کا بیک وقت حاضر ہونا ۔ایک دفعہ رمضان المبارک میں ستر عقید تمندوں نے فرداً فرداً روزہ افطار کرنے کی غوث پاک کو دعوت دی جو آپنے قبول فرمائی آپ نے ایک ہی وقت میں ان ستر عقیدت مندوں اور خود اپنے گھر میں بھی روزہ افطار فرمایا

دوسرے روز ہر عقید تمند نے حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی اپنے گھر میں تشریف آوری اور افطاری کی سعادت حاصل کرنے کا تذکرہ کیا تو یہ خبر سارے بغداد میں پھیل گئی اور آپکی اس کرامت کا چرچہ زبان خاص وعام تھا۔ تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر

۲۔ حضرت شیخ ابوالحسنؒ حضرت علی بن ہیتیؒ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی رضی اللہ عنہ اور شیخ بقا بن بطو کے ساتھ حضرت امام احمد بن حنبلؓ کے روضے پر گیا اور زیارت کی تو میں نے دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اپنی قبر سے نکلے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر میں تمہارے علم شریعت وعلم حقیقت میں محتاج ہوں۔ بہجتہ الاسرار صہ ۲۴۶

۳۔ شہزادہ دارا شکوہ فرماتے ہیں، نقل است کہ وزدے بخانتہ آنحضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ در آمد و نابینا شد و ہیچ توانست بد ددریں اثنا خضر علیہ السلام در رسید یا ولی اللہ یکے از ابدال فوت شدہ بہر کہ حکم فرمایند بجاے او نصب کردہ شود الی آخرہ

ترجمہ روایت ہے کہ ایک چور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ میں داخل ہوا اور معاً

اندھا ہو گیا اسی اثنا میں حضور غوث پاک ؓ کے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ حضور ایک ابدال فوت ہو چکا ہے جسکے بارے ارشاد تو اسکی جگہ پر بحال کیا جائے۔ حضور غوث پاک رحمتہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے گھر میں ایک خستہ حال آدمی پڑا ہے اسکو لے آؤ خضر علیہ السلام اس کو لایا اور حضور غوث پاک ؓ کے سامنے پیش کیا حضور غوث پاک ؓ کی ایک نظر کیمیا اثر سے وہ چور بینا ہو گیا اور مرتبہ ابدالیت پر فائز ہو گیا سفینتہ الاولیا۔ صہ ۷۴

دزد رہزن را بیکدم ساختی ابدال حق
اے شہ دنیا و دین بر حال ماہم کن کرم

کرامات غوث الاعظم صہ ۱۲۷

حضرت امام اہل سنت شاہ احمد رضا فرماتے ہیں، ملفوظات امام احمد رضا

ارے یہ ہیں وہ عبدالقادر محبوب سبحانی
جو نا بینا کو بینا چور کو ابدال کرتے ہیں

صاحب سفینتہ اولیاء لکھتے ہیں۔ عزل ونصب وابدال واوتاد وسلب حال اولیا۔ بدست ایشان بود ہر کہ ایشخو استند عزل نمودہ بجائے او دیگر بر انصب میفر مودند۔ چنانچہ یکی از ابدال وفات یافتہ بود کافری راز قسطنطنیہ آوردہ موئے بروت اورا گرفتہ محمد نام گذاشتند وطاق مبارک خودرا بر سر او نہاد داخل آں جماعہ نمودند سفینتہ الاولیا۔ صہ ۷۴

ترجمہ کسی ولی کو اسکے منصب سے معزول کرنا اقطاب وابدال واوتاد کے مناصب پر کسی کو بحال کرنا یا کسی ولی سے ولایت سلب کرنا یہ تمام امور غوث پاک ؓ کے دائرہ اختیار میں تھے چنانچہ ایک دفعہ ایک ابدال فوت ہوا تو ایک کافر کو قسطنطنیہ سے لایا گیا اسکے مونچھ کترواتے اور اس کا نام محمد رکھا اور اپنی کلاہ مبارک اسکے سر پر رکھکر اسکو جماعت ابدال میں شامل فرمادیا ہے

۵۔ علماء دیو بند کے پیشوا جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں ایک جہاز غرق ہونے کے قریب تھا کہ حضور غوث الاعظم ؓ نے ہمت و توجہ باطنی سے اسکو غرق ہونے سے بچا لیا۔ سبحان اللہ علماء دیو بند کے پیشوا تو حضور پاک رضی اللہ عنہ کو غوث الاعظم ؓ کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں اور انکی

کرامت علیہ کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔ لیکن انکے چیلے کہتے ہیں کہ غوث صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حضور پیر دستگیر کو غوث کہنا شرک ہے دیکھا ان نامیوں کو کیسی باتیں کرتے ہیں۔ شمائم امدادیہ صہ ۸۰ غوث الاعظم صہ ۱۰

جہاز تاجراں گرداب سے فوراً نکل آیا وظیفہ جب انہوں نے پڑھ لیا یا غوث اعظم کا

یہاں اس لفظ غوث الاعظم کے بارے مشاھیر امت کے چند حوالے پیش ہیں کتب تصوف میں مرقوم ہے کہ جب حضور غوث پاک نے فرمایا قدمی ھذہ علی رقبتہ کل ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ اور یہ ان سے بامر الٰہی صادر ہوا کیونکہ اولیاء الہام ربانی سے کہتے ہیں۔ تو حضرت خواجہ سید معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہ اسوقت خراساں کی پہاڑیوں میں عبادت میں مشغول تھے پرواز کر کے سرکار بغداد میں پہنچے سر نیاز زمین پر رکھکر عرض کیا۔ علی حدقتی عینی یعنی آپکا قدم میری آنکھ کی پتلی پر۔ اس ادب و تسلیم پر آپکو ولایت ہند کا والی بنا دیا گیا آپ نے غوث الاعظم کی منقبت میں طویل قصیدہ تحریر فرمایا اسکے ایک دو شعر پیش ہیں

یا غوث معظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا سلطان ولایت قطب علی حیران ز جلالت ارض و سماء

در شرع بغایت پر کاری چالاک چو جعفر طیاری
بر عرش معلیٰ سیاری انبیاء واقف راز اوادنی

خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش کرسی وقلم
نور قلب از نور اعظم شاہ عبدالقادر است

نوٹ یہ اشعار حضرت حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مقدسہ کی جالی پر کندہ ہیں حضرت خواجہ خواجگان بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جنکا مزار مقدس دہلی میں ہے فرماتے ہیں

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین دستگیرم ہر جا حضرت غوث الثقلین
یک نظر از تو بود در دو جہان بس مارا نظر بجانب ما حضرت غوث الثقلین

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت غوث الاعظمؓ کی منقبت میں یوں گویا ہیں

غوث اعظمؓ دلیل راہ یقین ۔ اوست درجملہ اولیاء ممتاز
بے یقین رہبر اکابرین ۔ چوں پیغمبر در انبیاء ممتاز
دردو عالم باوست امیدم ۔ ہست باوے امید جاویدم

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ فرماتے ہیں

واہ کیا مرتبہ اے غوثؓ ہے بالا تیرا ۔ اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا۔

برادر اعلیٰ حضرت مولانہ حسن رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں،

اسیروں کے مشکل کشا غوث الاعظمؓ ۔ فقیروں کے حاجت روا غوث اعظمؓ
مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے ۔ کہ بیڑے کے ہیں نا خدا غوث الاعظمؓ
جسے خلق کہتی ہے پیارا خدا کا ۔ اسی کا تو ہے لاڈلا غوث لااعظمؓ
تمہیں وصل ہے فصل ہے شاہ دین سے ۔ دیا حق نے یہ مرتبہ غوث الاعظمؓ
مشائخ جہاں آئیں بہر گدائی ۔ وہ ہے تیرا دولت سرا غوث الاعظمؓ
میری مشکلوں کو بھی آسان کیجے ۔ کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث الاعظمؓ
کہے کس سے جاکر حسن اپنے دل کی ۔ سنے کون تیرے سوا غوث الاعظمؓ

آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کا نذرانہ عقیدت بحضور غوث الاعظمؓ

مکن تشویش وباش اے دل غلام شاہ جیلانی ۔ غلامش راہود در پردو عالم ستر سلطانی بہ بزم واصلان حق
بہ بین قریش بذات حق۔ کہ ہم مقبول یزدانی وہم محبوب سبحانی
ظفر در دین ودنیا نیست دیگر دستگیر من۔ بغیر از پیر پیران غوث اعظم قطب ربانی

مولانا حسرت موہانی کا نذرانہ عقیدت

دستگیری کا طلب گار ہوں شیئاً للہ

کیا کروں میری دعا بھی نہیں ہے مقبول
میں ایک فرد گنہگار ہوں شیئاً للہ

اور یہی حسرت موہانی فرماتے ہیں

حسرت کوئی مدد نہ کرے کیا مضائقہ
کافی ہیں غوث اعظم جیلانیؒ میرے لئے

رشک شاہی ہو نہ کیوں اپنی فقیری حسرت
کب سے کرتے ہیں غلامی شاہ جیلانیؓ

جناب امیر مینائیؒ کا نذرانۂ عقیدت

کیا غم میری مدد پہ اگر غوث پاک ھیں
اللہ بھی اُدھر ہے کہ جدھر غوث پاک ھیں

حامی میرے شفیق میرے، دادرس میرے
اس طرف رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اُدھر غوث پاک ہیں

کردیں گے ڈوبتی ہوئی کشتی کو دم میں پار
باندھے میری مدد پہ کمر، غوث پاک ھیں

وہ کون ہے مطیع نہیں جو غوث پاک کا
فرمانروائے جنّ و بشر غوث پاک ھیں

شہزادہ داراشکوہ قادری کا نذرانہ عقیدت

حضرت میراں خداوندِ جہان
غوث جن وانس شاہِ عارفاں
محی الدین شیخ عبدالقادر ست
آنکہ اورا عرش باشد آشیاں۔

کے توانم گفت من خودرا مرید
قادری باشد سگ ایں آستان

حضرت ملا عبدالقادر بدایونی کا نذرانہ عقیدت

غوث اعظمؓ بمن بے سروسامان مددے
قبلۂ دین مددے کعبۂ ایمان مددے
مہبط فیض ابد گوشہ چشم کرے
مظہر سر ازل واقف پنہان مددے۔
ماگدائیم تو سلطان دو عالم ہستی
از تو داریم طمع اے شہ جیلان مددے

از حضرت محدث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کا نذرانہ عقیدت

دین اور ایمان کا دم خم
سیدنا غوث الاعظمؓ۔
چور قطب ہوں پڑے ترائیں
پیر ہمارے غوث الاعظمؓ
قادر نے خود قدرت بخشی
پھیریں آپ قضائے مبرم

حضرت مخدوم علاؤ الدین احمد قدس سرہٗ کلیر شریف نذرانہ عقیدت پیش فرماتے ہیں۔

من آمدم بہ پیش تو سلطان عاشقاں
ذات تو ہست قبلہ ایمان عاشقاں
درہر دو کون جز تو کے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جان عاشقاں

جناب مرشد وپیشوائے اکابرین دیوبند حاجی امداد اللہ

صاحب فرماتے ہیں۔

خداوندا بحق شاہ جیلان

محی الدین و غوث وقطب دوراں

بکن خالی مرا از ہر خیالے

ولیکن آں کہ زو پیدا است؛ حالے

ماخوذ از سیرت غوث الاعظمؓ

صفحہ ۴۴ تا ۲۸ ۔

تنبیہ اکابرین ومشاہیر حضرات کے فرمودات سے چند حوالے بطور مشت نمونہ خروارے اس لئے پیش کئے کہ آئے دن اکثر جہلا۔ لفظ غوث الاعظمؓ کہنے والوں کیساتھ دست بگریبان ہوتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے فتوے جھاڑتے ہیں اور یہ بد بخت ازلی یہ نہیں سوچتے کہ ان کے اکابرین اور دیگر مشائخ وعلمائے امت ان الفاظ کے خود عامل رہے ہیں۔

۶ سفینتہ الاولیا۔ میں ہے یکے از مردان غیب در ہوامیرفت چوں بر سمت بغداد رسید در دل گذرانید کہ در شہر بغداد پیچ مردے نیست حضرت غوث الاعظمؓ بکشف دریافت وحال او را از سلب نمودند وآن وآن جوان از ہوا بدر گاہ آنحضرت افتاد وبالتماس شیخ علی ہیتی از تقصیر او در گزشتند واو توبہ کردو باز در ہوا رفت سفینتہ الاولیا۔ صفحہ ۴۸

ترجمہ۔ ایک ولی مردان غیب میں سے ہوا میں جارہا تھا جب بغداد شریف کے قریب پہنچا تو اس کے دل میں یہ بات گزری کہ بغداد شہر میں کوئی مرد حق نہیں ہے حضرت غوث الاعظمؓ نے کشف سے اس کے دل کی بات معلوم کرلی اور اس کا حال اس سے سلب کر لیا اس کے ساتھ ہی وہ شخص حضور غوث پاکؓ کے آستانہ عالیہ میں گرا تو حضرت علی بن ہیتی قدس سرہٗ کی سفارش سے اسے معاف کیا اور وہ پھر ہوا میں چلا گیا۔

۷۔ نقل است از شیخ عبدالرزاق فرزند آں حضرت کہ غوث الاعظمؓ فرمودہ اند کہ مرا بدست کاغذے

دادہ شد بمقدار درازی انتہائے نظر دیدم کہ نام اصحاب و مریدان من کہ تا قیام قیامت نسبت خود بمن درست خواہند کرد در انجا ثبت نمودہ اند و حکم شد کہ ایں ہمہ را بتو بخشیدم۔ سفینۃ الاولیاء۔ صفحہ ۵۱

ترجمہ۔ حضور غوث پاکؓ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا غوث الاعظمؓ نے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ایک کاغذ ملا ہے جس کی لمبائی انتہائے نظر تک ہے میں نے دیکھا کہ اس میں میرے اصحاب و مریدان جو قیامت تک مجھ سے اپنی نسبت درست کرینگے کے نام لکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ یہ سب تم کو بخش دیئے ہیں۔

۸ حضور غوث الاعظمؓ نے فرمایا۔ اگر مرید من در مشرق باشد و من در مغرب باشم و برہنہ شود عورت اورا بر آئینہ بپوشم۔ سفینۃ الاولیاء۔ صفحہ ۵۱

ولوا نکشفت عورۃ مریدی بالمشرق وانا بالمغرب لسترتہا۔ واعظ جلد 2 صفحہ ۲۲۵

ترجمہ۔ اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں رہوں اور وہ ننگا ہو جائے تو میں اس کے ستر کو ڈھانپ دونگا۔ بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹

۹۔ نقل است کہ وقتے شخصے بخدمت غوث الاعظمؓ آمد و گفت کہ عورت من حاملہ است و مرا آرزوے پسر است فرمودند خواہد شد چوں وضع حمل شد زن آں مرد دختر را بزاد۔ بطولہ

ترجمہ۔ منقول ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی حضور غوث الاعظمؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے کہا کہ حضور میری بیوی امید سے ہیں اور میری آرزو یہ ہے کہ میرے ہاں بیٹا تولد ہو حضور غوث پاکؓ نے فرمایا ایسا ہی ہو گا یعنی تمہارے ہاں بیٹا تولد ہو گا جب وضع حمل ہوا تو اس کی بیوی نے لڑکی کو جنا اس آدمی نے اس لڑکی کو کپڑے میں لپیٹ کر حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر کیا اور کہا کہ حضور یہ لڑکی پیدا ہوئی ہے حضور غوث الاعظمؓ نے فرمایا اس کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے جا اور گھر میں جا کر پھر دیکھ کر پردہ غیب سے کیا ظہور ہوتا ہے اس شخص نے ایسا ہی کیا گھر میں جا کر لڑکی کو کپڑے سے نکالا اور دیکھا تو وہ لڑکا تھا۔ سبحان اللہ

گر نہ بینی در نبوت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہمقرین شیخ محی الدین ندارد ثانی خود نیز ہم

سیرۃ غوث الاعظم صفحہ ۱۲۳

قابل توجہ۔ استفتاء میں ایک مسئلہ کی وضاحت مانگی گئی تھی لیکن چونکہ مسئلہ مذکورہ کا تعلق کرامت ولی سے متعلق تھا اور یہ ثابت کرنے کیلئے کہ ولی کے ذریعہ سے بعض اوقات قادر مطلق وحدہٗ لاشریک لہٗ ایسے خوارق کا ظہور فرمادیتا ہے جس کو عقل سلیم کے علاوہ کوئی عقل خصوصاً ملحدین منکرینِ اولیاء کی عقل تو بالکل تسلیم نہیں کرتی۔ جیسے کہ استفتاء میں مذکورہ ہے کہ "یہ بالکل غلط اور من گھڑت بات ہے اور عقل سے بعید ہے"

اسی وجہ سے ابتداء میں مختصراً تمہیدی کلمات لکھے گئے اور پھر کرامت کے بارے قرآن وحدیث سے حوالے پیش کئے گئے اور پھر اولیاء کے مقام کو اجاگر کیا گیا اور بعد ازاں حضرت ائمۃ اولیاء باز اشہب محی الدین حضرت شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ کا مقام اور ان کی چند کرامات کو رقم کیا۔ یہ اٹل بات ہے کہ محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظمؓ کی کرامات کو دائرہ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا لیکن تبرکاً چند کرامات کو قلمبند کیا اب اصل مسئلہ پر یعنی کہ بارہ برس بعد دوبا ہوا بیڑا بخیر وخوبی دریا سے باہر ہوا بتوجہ وکرامت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تو اس کے بارے اب کچھ تحریر کیا جارہا ہے ملاحظہ ہو۔

۱۰ احیائے موتی۔ چونکہ بفضل تعالیٰ بوسیلہ محبوب خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کو وہ ں شان عطاء ہوئی تھی کہ جب کسی کام یا بات کیلئے حکم فرماتے اس کو رب العزت فوراً پورا فرمادیا کرتے۔ کیونکہ ولی کا کہا خدا کا کہا ہوتا ہے رومیؒ فرماتے ہیں۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

سابقہ سطور میں تحریر کیا جاچکا ہے کہ اولیاء کرام الہام ربانی سے کہتے ہیں لہٰذا اس علو شان کے ماتحت حضرت غوث الاعظمؓ کیلئے باذن اللہ مردہ کو زندہ کرنا کوئی ناممکن بات نہیں۔ جبکہ خود حضور غوث پاکؓ قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں

ولو القیت سری فوق میتٍ — لقام بقدرۃ المولیٰ تعالیٰ

اگر میں اپنے راز کو مردہ پر ڈالوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ زندہ ہو لہٰذا اس میں بارہ برس کے بیڑے کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ مذکورہ شان ووصف کے تحت حضور غوث پاکؓ نے متعدد بار

مردے زندہ فرمائے جن میں آپ کی دعا مستجاب سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارہ برس کا ڈوبا ہوا بیڑا بھی شامل ہے ڈوبے ہوئے بیڑے کو ترانا۔ بہت زیادہ مشہور ہے جس کے سبب کئی کافر بت پرست مشرف بہ اسلام ہوئے اس کرامت کی شہرت عظیم کے علاوہ بکثرت جلیل القدر علماء کرام نے اپنی تصانیف میں اس کا اہتمام کے ساتھ ذکر فرمایا۔ مثلاً۔ ۱ خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔ ۲ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔ ۳ گلدستۂ کرامت۔ مفتی غلام محمد قریشی۔ ۴ مناقب غوثیہ۔ علامہ محمد صادق قادری۔ ۵ درۃ الدرانی مولانا عبید اللہ صاحبؒ۔ ۶ شریف التواریخ۔ مولانا سید محمد شریف۔ ۷ تکملہ ۸ روض الریاحین۔ ۹ تاریخ شاہان اسلام۔ ۱۰ تفسیر نعیمی۔ ۱۱ تفسیر نبوی۔ ۱۲ تذکرہ علماء اہل سنت لاہور۔ ۱۳ توضیح البیان۔ ۱۴ درالعجائب۔ ۱۵ کتاب غوث الاعظمؓ۔ ان کتابوں کے علاوہ۔ کتاب۔ بڑھیا کا بیڑا۔ مصنفہ علامہ فیض احمد اویسی از مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور کا مطالعہ ضرور کریں

جہاں تک حضور غوث الاعظمؓ کی کرامت سے مردوں کے زندہ ہونے کے واقعات ہیں تو یہ صرف بارہ برس کے بیڑے تک محدود نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بہت سے واقعات بھی کتابوں میں مذکور ہیں۔

مثلاً۔ ایک دفعہ حضور غوث پاکؓ ایک محلہ سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ ایک عیسائی اور ایک مسلمان آپس میں جھگڑ رہے ہیں آپ نے جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا تو مسلمان نے کہا یہ عیسائی کہتا ہے کہ میرے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں اور میں کہتا ہوں کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہیں یہ سن کر حضور غوث پاکؓ نے عیسائی سے فرمایا کہ تم اپنے نبی کی فضیلت کی کوئی دلیل پیش کرو عیسائی بولا میرے نبی کی فضیلت کی دلیل یہ ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے یہ سن کر غوث پاکؓ نے فرمایا میں نبی تو نہیں ہوں بلکہ اپنے نبی کریم علیہ السلام کا غلام ضرور ہوں۔

اگر میں مردہ زندہ کر دوں تو تم مسلمان ہو جاؤ گے اس نے کہا ہاں پھر آپ نے کہا مجھے کوئی بہت پرانی قبر دکھا تاکہ تجھے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت کا یقین ہو جائے۔ نصرانی نے آپ کو ایک بہت پرانی قبر دکھائی آپ نے نصرانی سے فرمایا یہ صاحب قبر دنیا میں گانے بجانے کا

کام کرتا تھا تو اگرچہ ہے تو یہ گاتا ہوا اٹھے نصرانی نے کہا ہاں ایسا ہی ہونا چاہیے آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرمایا قم باذنی قبر پھٹ گئی مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر نکلا نصرانی نے جب کرامت دیکھی تو آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ سیرت غوث الاعظم صفحہ ۹۰ تفریح الخاطر صفحہ ۱۶

گویم زکمال تو چہ غوث الثقلینؓ

محبوب خدا ابن حسنؓ آل حسینؓ

محمد بن قائد الاوانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور غوث پاکؓ وعظ فرما رہے تھے اور ہوا بہت تیز چل رہی تھی کہ ایک چیل چیختی ہوئی آپ کو مجلس پر سے گزری جس سے حاضرین کی توجہ ہٹ گئی آپ نے فرمایا اے ہوا اس چیل کا سر تن سے جدا کر دے یہ فرمانا تھا کہ چیل کا سر تن سے جدا ہو گیا یہ دیکھ کر آپ منبر پر سے اترے اور چیل کو ایک ہاتھ میں پکڑ کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھا چیل اللہ کے حکم سے زندہ ہو گی۔ سیرۃ غوث الاعظم صفحہ ۶۵

وہ کہہ کر قم باذن اللہ جلا دیتے تھے مردوں کو

بہت مشہور ہے احیائے موتی غوث اعظم کا

اسی طرح ایک وقعہ یہ ہے کہ ایک بڑھیا کا لڑکا جو حضور غوث پاک کا بہت عقید تمند تھا۔ حضور کا مرید ہوا آپ نے اس کو چند اذکار و اشغال کی تلقین فرمائی اور مجاہدات کا حکم دیا ایک روز لڑکے کی ماں اسے ملنے کیلئے آئی تو بھوک اور بیداری کے سبب اسے کمزور پایا اور جو کی روٹی کھاتے دیکھا تو بہت غمگین ہوئی پھر وہ حضور غوث پاکؓ کے خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ حضور کھانا کھا چکے ہیں اور مرغی کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں عورت فوراً بول پڑی کہ حضور خود تو مرغی کا گوشت تناول فرماتے ہیں اور میرا لڑکا جو کی سوکھی روٹی جس سے وہ از کمزور اور لاغر ہو گیا یہ سن کر حضور غوث پاکؓ نے ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اس اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے چنانچہ مرغی زندہ ہو گئی اور حضور نے عورت سے فرمایا جب تمہارا لڑکا ایسا ہو جائیگا تو وہ بھی پھر مرغی کا گوشت کھاتے گا سیرۃ غوث الاعظم صفحہ ۵۳ یہ واقعہ فتاوی حدیثیہ۔ بہجتہ الاسرار اور مدارج النبوۃ میں بھی درج ہے۔

اور فتاوی برہنہ میں ہے کماحکی ان شاباتاب فی حضرۃ الشیخ عبد القادر الجیلانی فامرہ بترک اللذائذ ائز والمجاہدہ فدخلت علیہ امتہ یوما فوجدہ کا نحیفا مصفرا من الجوع والسہر ووجدتہ یاکل قرصامن شعیر فدخلت علی الشیخ الی آخرہ۔ فتاوی برہنہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۸

ترجمہ جیسے کہ حکایت کی گئی ہے کہ ایک جوان حضرت شیخ غوث الاعظمؓ کا مرید ہوا تو حضور نے اس کو لذائز کھانے سے منع فرمایا اور مجاہدہ کا حکم فرمایا تو ایک دن اس کی والدہ اس سے ملنے آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا بہت دبلا اور نحیف و کمزور ہو گیا اور رنگ بھی زرد ہے تو بہت غمگین ہوئی پھر حضور غوث پاکؓ کے پاس آئی تو حضور مرغی تناول فرما چکے تھے اور ہڈیاں پڑی تھیں تو عورت نے کہا حضور تو مرغی تناول فرمائیں اور میرا بیٹا جو کی سوکھی روٹی تو حضور غوث پاکؓ یہ سن کر ہڈیوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمائے قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام۔ تو مرغی زندہ ہو گئی اور بولنے لگی پھر غوث پاکؓ نے بڑھیا سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائیگا تو جو چاہے گا کھائیگا

اس طرح حضور غوث پاکؓ کی ایک جلی مشہور و معروف کرامت یہ بھی ہے کہ آپ حضور نے بارہ برس کے بعد ڈوبے ہوئے بیڑے کو سلامت دریا سے نکالا روایت ہے کہ ایک دن حضور غوث صمدانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؓ دریا کے طرف سیر و تفریح کیلئے نکل گئے تو کیا دیکھا کہ ایک ضعیف العمر عورت دریا کے کنارے بیٹھ کر زارو قطار رو رہی ہے اس ضعیفہ کی رونے کی آواز جب حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے سنی تو بہت پریشان ہوتے خادموں سے پوچھا کہ یہ ضعیفہ کیوں زارو قطار روتی ہے۔ ایک خادم نے عرض کیا کہ حضور اس کے حالات سے میں اچھی طرح واقف ہوں اس کا ایک اکلوتا بیٹا تھا بڑھیا نے اس کی شادی کی تیاری کی لڑکا بارات لیکر لڑکی والوں کے گھر گیا نکاح کے بعد دولہا دلہن کو لیکر بمعہ بارات واپس آ رہا تھا یہاں پہنچ کر کشتی میں سوار ہوا اور سب باراتی بھی سوار ہوئے خدا کی شان کہ وہ کشتی دولہا دلہن اور پوری بارات کے ساتھ دریا میں ڈوب گئی اب اس واقعہ کو بارہ برس کا عرصہ گزر چکا ہے مگر یہ ضعیفہ آج تک اسی رنج والم میں مبتلا ہے کہ ہر روز اس دریا پر پانی کے بہانے آتی ہے اور یہاں پر آہ وزاری کرتی ہے۔

حضرت غوث الثقلین ؓ نے جب یہ بات سنی تو دریائے غوثیت جوش میں آگیا اور خادم سے فرمایا کہ جاؤ اور اس بڑھیا کو ہمارے طرف سے تسلی دو کہ آہ وزاری نہ کرے بڑھیا کو جب آپ کا پیغام پہنچا تو پہلے سے بھی زیادہ رونا شروع کر دیا حضور نے دوبارہ خادم سے فرمایا کہ جاؤ بڑھیا سے کہو کہ آہ وزاری نہ کر تیرا بیٹا بمعہ دلہن اور باراتیوں کے صحیح سلامت نکل آئیگا جب بڑھیا کو دوبارہ پیغام ملا تو وہ خاموش ہو گئی آپ نے بارگاہ خداوندی میں ہاتھ اٹھائے اور دعاء کی کہ بارالہ اس ضعیفہ کے بیٹے کو بمعہ کل باراتیوں اور سازو سامان دریا سے صحیح سلامت نکال رب ذوالجلال نے اپنے محبوب غوث الثقلین ؓ کی دعاء قبول فرمائی اور تھوڑی دیر بعد وہ ڈوبی ہوئی کشتی بمعہ دولہا دلہن اور کل باراتیوں کے اسی گرداب سے بخیر وعافیت نکل آئی جب بڑھیا نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو آپ کے قدموں میں گر گئی اس کے بیٹے کے ساتھ کل باراتی خوشی خوشی اپنے گھروں کو چلے گئے اور اور اس واقعہ کو سن کر ہزاروں لوگوں نے آپ ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

کرامات غوث الاعظم ؓ صفحہ ۱۲۶ نیز یہ واقعہ سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار میں اور سیرت غوث الاعظم ؓ میں بھی بہ تفصیل درج صفحہ ۵۳ پر درج ہے

کز کمالات تصرفہا کہ خاص شان اوست

گر کسے خواہد بیان کردن نگرد دبیش و کم

ترجمہ۔ منجملہ آپ کی حیرت انگیز کرامات اور اختیارات جو اللہ تعالیٰ نے بالخصوص حضور کو عطاء فرمائے ہیں اگر کوئی شخص چند ایک کا تھوڑا بہت بھی ذکر کرنا چاہے تو اس کے لئے ناممکن ہے

اولیائے اولین و آخرین سرہائے۔ خود

زیر پائش می نہند از حکم رب العالمین

تمام اولیا۔ اولین و آخرین نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے سر حضور غوث پاک ؓ کے قدم کے نیچے رکھے

اب آخر میں ہم فتاویٰ نعیمیہ سے ایک سوال اور اس کا جواب نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو

حضرت شاہ دولہ دریائی کی ڈوبی برات کا بارہ برس بعد نکالا جانا سوال نمبر ۳۲ کیا فرماتے ہیں علمائے

دین اس مسئلے میں کہ غوث پاک کی مشہور کرامت ہے کہ آپ نے بارہ برس کا ڈوبا بیڑا ترادیا تھا اس کی فوٹو بھی بازار میں ملتی ہے مگر اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ فرمایا جائے کیا یہ کرامت سچی ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ غلط اور بناوٹی ہے وہ لوگ کرامتوں کا بالکل انکار کرتے ہیں برائے کرم ہم کو اس کا ثبوت عطا فرمایا جائے۔ سائل محمد لطیف ریل بازار گوجرانوالہ۔ نزد گھنٹہ گھر ۷۸۔۱۱۔۵

بعون العلام الوہاب

مسلک اہل سنت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات برحق یعنی بالکل درست اور صحیح ہیں یہی تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے پہلے زمانوں میں معتزلی فرقہ اس کا منکر ہوا پھر خارجیوں نے اس کا انکار کیا اور آج کل دیوبندی وہابی اور غیر مقلد وہابی اس کے منکر ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معتزلیوں کا ہی دوسرا نام وہابی ہوا اور تیسرا نام خارجی ہوا یہی وجہ ہے کہ معتزلہ کے تقریباً تمام باطل عقائد کو وہابیوں نے شروع کیا ہوا ہے انہیں گندے اور کفریہ عقائد میں سے ایک انکار کرامات اولیاء ہے حالانکہ یہ تجربات کے علاوہ قرآن وحدیث کی عبادات کثیرہ و درایات عدیدہ و آیات حمیدہ سے بھی ثابت و ظاہر ہے اور نقلاً عقلاً مجرباً اس کے بہت دلائل ہیں اس لئے کہ قانون شریعت کے مطابق افعال باری تعالیٰ دو قسم کے ہیں ایک قسم افعال قانونیہ دوسرے قسم افعال قدرت افعال قانونیہ ملائک کے ذریعے کروائے جاتے ہیں جن کو تدبیر بھی کہا جاتا ہے اور ان کے کارندوں کو مدبرات امر کہا جاتا ہے ان فرشتوں کے ذمے تمام کائنات کے انتظامی امور ہوتے ہیں جیسے جان ڈالنا، زندہ کرنا، مارنا، رزق دینا، بارش برسانا، وغیرہ وغیرہ افعال قدرت دو قسم کے ہیں پہلی قسم معجزہ جس کا ظہور انبیاء عظام علیہم السلام سے ہوتا ہے دوسری قسم کرامات جس کا صدور اولیاء اللہ سے ہوتا ہے بڑے بڑے قدرتی کام انبیاء کرام سرانجام دیتے ہیں اور چھوٹے کام اولیاء کاملین سرانجام دیتے ہیں انبیاء کرام جو قدرتی کام قبل اظہار نبوت ہو اسکو ارحاص کہا جاتا ہے بعد ظہور نبوت کو معجزہ کہا جاتا ہے ولی اللہ سے جو بھی قدرتی کام صادر ہو جس وقت بھی ہو خواہ بچپن یا ماں کے پیٹ میں یا عالم ارواح میں یا جوانی بڑھاپے میں اس کو کرامت ہی کہا جائیگا جس طرح قانونی افعال کا دوسرا نام تدبیر ہی ہے اسی طرح قدرتی افعال کا دوسرا نام خرق عادت ہے۔ بہر حال قانونی افعال ہوں یا قدرتی ان کا فاعل حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ

ہے اور اس کے حکم سے فاعل مجازی فرشتے انبیاء کرام اور اولیاء اللہ ہیں اور جس طرح حضرت عزرائیل علیہ السلام اچھے خاصے زندہ شخص کی جان نکال سکتے ہیں اور نکال لیتے ہیں اسی طرح اولیاء اللہ کاملین مردہ انسان میں نکلی ہوئی جان ڈال سکتے ہیں اور جس حضرت عزرائیل علیہ السلام کا جان نکالنا اپنی ہمت وطاقت واختیار سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے اسی طرح انبیاء کرام کا کسی مردہ کو زندہ کر دینا وغیرہ بھی اپنی طاقت واختیار سے نہیں بلکہ رب قدیر کی عطاء کردہ طاقت و اجازت سے ہے تو جب فرشتوں کا زندہ کرنا مارنا شرک کفر بدعت نہیں تو انبیاء کرام کے اس قدرتی طاقت کے ذریعے کسی کو زندہ کرنا بھی شرک کفر نہیں ہو سکتا بلکہ عین ایمان ہے یہی وہ باریک اصلیت ہے جو وہابی گستاخ کو سمجھ نہیں آتی ان کی نفسانی فہم صرف شان انبیاء و اولیاء پر بھٹکتی ہے ان کو ہر بات تسلیم ہے صرف منکر ہیں تو معجزات و کرامات کے ان کی سمجھ سے یہ بات جدا ہے کہ افعال قانونی ہوں یا قدرتی سب اللہ ہی کے کام ہیں صرف مظہر جدا جدا ہیں یہی وجہ ہے کہ افعال تدبیری ہو یا خرق عادت سب کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے چنانچہ قانونی افعال کا ذکر پارہ نمبر ۳۰ سورہ نازعات میں ہے (والمدبرات امراہ) ترجمہ ملائکہ ہی عالم کی تدبیر انتظامی کرنے والے ہیں ایک جگہ ارشاد ہے

لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایومرون

ترجمہ۔ ملائکہ قطعاً نافرمانی نہیں کرتے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے ہیں قدرتی افعال کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں سے کراتا ہے عین درست ہے اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے چنانچہ شرح عقائد صفحہ ۱۰۱ پر ہے وکرامات الاولیاء۔ حق

ترجمہ۔ اور اولیاء اللہ کی کرامتیں ظاہر ہونا بالکل سچا عقید ہے فتاوی در مختیار شامی جلد دوم صفحہ ۸۶۷ پر ہے نقض العادۃ علی سبیل الکرامتہ لاہل الولایتہ جائز عند اہل السنتہ۔ ترجمہ ولایت الٰہیہ والوں کے لئے عادت انسانیہ کے خلاف کام کرامت کے طریقے پر اہل سنت کے عقیدے میں جائز ہے۔ شرح فقیہہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا صفحہ ۹۵ پر فخرج غیر الخارق کطلوع الشمس من مشرقہا کل یوم و الخارق علی خلافہ الی آخرہ۔ والکرامتہ خارق للعادۃ۔ ترجمہ پس خارج ہوا جو عادت خلق کے علاوہ ہے مثلاً مشرق سے سورج کا طلوع ہونا عادت خلق کے

مطابق ہے اور اس کا الٹ خلاف عادت ہے اور کرامت عادت کے خلاف کاموں کا نام ہی ہے شامی جلد دوم صفحہ ۸۶۸ پر ہے فالحاصل ان الامر الخارق للعادۃ بالنسبۃ النبی معجزہ سواء سواء ظہر من قبلہ اومن قبل آحاد امتہ وبالنسبۃ الی الولی کرامۃ

ترجمہ۔ قانونی فعل تو وہ ہے جو روزمرہ ہوتا ہے قدرتی انبیاء کرام علیہم السلام کے دست مبارک سے ہوتے ہیں پس خلاصہ یہ کہ بیشک وہ افعال جو عادت انسانی کے خلاف ہوں وہ نبی علیہ السلام کی نسبت سے معجزہ کہلاتا ہے۔ برابر ہے کہ ظاہر ہو ان کی طرف سے یا ان کی امت کے کسی ولی کے ہاتھ سے اور وہی فعل بنسبت ولی اللہ کے کرامت کہلاتا ہے لہذا قانونی موت و زندگی ملائکہ مدبر کے ذریعہ ہوتی ہے اور قدرتی موت و زندگی انبیاء کرام اولیاء عظام کے ذریعے ہوتی ہے ولی اللہ کی کرامت بھی نبی کا معجزہ ہی ہے۔ اور چونکہ یہ ہر دو افعال باری تعالیٰ ہی کے حکم اور رضا سے ہیں اس لئے اگر فرشتہ کسی کو موت و زندگی دے تو شرک نہیں اسی طرح اگر نبی یا ولی کسی کو موت یا زندگی عطاء فرماویں۔ تب بھی شرک ہو گا وہابی دیوبندی فرشتوں کی طاقت تو تسلیم کر لیتے ہیں ان کو اگر موت آتی ہے تو انبیاء علیہم السلام کی طاقت تسلیم کرتے ہوتے تمام علماء کرام نہ تدبیر ملائکہ کے منکر ہیں نہ معجزے و کرامت کے اس لئے کہ معجزہ ہو یا کرامت یا تدبیر سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے وہی ذات وحدہ لاشریک قانون و قدرت کا مالک ہے وہ اپنے کاموں میں مختار کل ہے جس سے چاہے جو کام لے کسی کو انکار یا دم مارنے کا حق نہیں پہنچتا۔ فی زمانہ دیوبندی جن کو وہابی کہا جاتا ہے وہی دیوبندی وہابی اس کے منکر ہیں۔ جبکہ پہلے زمانہ میں معتزلی فرقہ اس کا منکر تھا چنانچہ شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۵ پر ہے۔ والکرامۃ الاولیاء حق ثابت بالکتاب والسنۃ والاعبرۃ بمخالفۃ المعتزلۃ واہل البدعۃ فی انکار الکرامۃ۔

ترجمہ۔ کرامات اولیاء حق ہیں اور حق ہونے سے مراد ہے کہ قرآن مجید اور حدیث پاک سے ثابت ہے اور معتزلہ اور اہل بدعت والوں کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں کرامت کے انکار کرنے کی صورت میں ملا علی قاری کی اس عبارت سے دو باتیں ثابت ہوتیں۔ پہلی یہ کہ اس زمانے میں جو لوگ منکرین کرامات تھے اس فرقے کا نام معتزلی تھا دوسری یہ کہ وہابی لوگ ہم کو بدعتی کہتے ہیں حالانکہ بدعتی

وہ ہیں جو منکر کرامات اولیاء ہیں تو گویا خود وہابی ہی بدعتی ہوئے فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی اپنی تصنیف ہے اس کی شرح ملا علی قاری صاحب نے کی ہے اس سے امام اعظم کا مسلک کتنا واضح ثابت ہوا کہ وہ خود فرماتے ہیں کرامات اولیاء۔ نہ صرف حنفی مسلک ہے بلکہ قرآن وحدیث سے ثابت یہ بھی ثابت ہوا کہ منکرف کرامات ہر دور میں مردود اور بے اعتبار فرہا اور یہ کہ ان وہابیوں کا پہلا نام معتزلی تھا پھر خارجی ہوا آج کل وہابی ہے اور لقب اصلی بدعتی ہے نہ یہ حنفی نہ اہل سنت یہ ماڈل دیوبند میں تیار ہوتے ہیں ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے قانون افعال فرشتوں سے کراتا ہے اور قدرتی کا، انبیاء۔ کرام اولیاء۔ عظام کے ذریعے جو اس کا منکر وہ رب تعالیٰ کا منکر قانونی موت وحیات کیلئے ارشاد باری تعالیٰ ہے قل یتوفاکم ملک الموت الذی وکل بکم۔ القرآن۔

ترجمہ۔ فرما دیجیئے کہ موت دیتا ہے تم کو وہ ملک الموت جو تم پر موکل ہے اور احیاء۔ قدرتی کیلئے قرآن کریم میں اس طرح ارشاد ہے واحی الموتی باذن اللہ۔

ترجمہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں اللہ کے اذن سے اللہ تعالیٰ کا اذن اور اجازت ہر کام میں لازم ہے تدبیر ملائکہ بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہوتی ہے اور نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت بھی بغیر اذن خداوندی کچھ نہیں ہو سکتا جب یہ ثابت ہو گیا تو یاد رکھو کہ جس طرح ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کی خداداد قوت واختیار اور قانونی ڈیوٹی نوکری کا انکار قانون الٰہی اور قرآن مجید کی آیت کا انکار ہے جو صراحتہ کفر ہے اسی طرح معجزے اور کرامت کا انکار بھی قدرت الٰہیہ کا انکار ہے اور قدرت کا مقابل مجبوری ہے پس جب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہوا تو بداہتہ اللہ تعالیٰ کی مجبوری ثابت ہوئی تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اولیاء۔ کے کرامات کے منکر ہیں وہ در پردہ اللہ تعالیٰ کو مجبور سمجھتے ہیں (معاذ اللہ) اسی لئے رب کائنات نے ایک جگہ فرشتوں کے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیا اور دوسری جگہ فرمایا کہ جو میرے ولیوں کے دشمن ہیں منکر ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے کیونکہ ملائکہ قانونی کارندے ہیں اور اولیاء۔ اللہ قدرتی کارندے ہیں کرامت اور معجزے عام ہیں اس بات کو کہ وہ ہوا پر اڑنے کا ہو یا دریا چلانے کا یا مردہ انسان زندہ کرنے کا اس عمومیت سے ثابت ہوا کہ انبیاء۔ علیہم السلام اور ولی مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں سابقہ

امتوں اور انبیاء کرام کے معجزات و کرامات کا ذکر تو قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں آگیا لیکن امت مصطفے علیہ التحیۃ والثناء کی کرامات کا ذکر تو کتب تاریخ و اذکار اور قصص اولیاء کی کتابوں میں ہی دستیاب ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کو کرامات ماننے کیلئے ان کتب کو ماننا ہی پڑے گا چنانچہ کتب وصول وعقائد سوانحات سے معجزات کرامات بے حد بے شمار ثابت ہیں یہاں تک کہ مردوں کو زندہ کرنا بھی اسی خرق عادت میں شامل کرتے ہوئے انبیاء کرام اور اولیاء اللہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ شرح فقہ اکبر صفحہ ۹۵ پر ہے ان المعجزۃ امر خارق للعادۃ کاحیاء میت۔ ترجمہ۔ بے شک معجزہ امر خارق یعنی قدرت الٰہی ہے جیسے کہ مردوں کو زندہ کرنا ویسے تو تمام اولیاء اللہ کی کرامات ثابت ہیں۔ مگر حضور غوث الثقلین غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات تو شمار سے باہر ہیں چنانچہ حاشیہ نمبراس صفحہ ۲۸۴ پر ہے لا یحصیٰ یعنی من الاولیاء لاسیما للقطب الجلیی۔

ترجمہ۔ ولیوں کی کرامتیں بے شمار مشہور ہیں خاص کر قطب عالم غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات تو بہت ہی مشہور ہیں عالم میں یہ سب کرامتیں تاریخ اور قصص اور تصوف سیر کی کتابوں میں ثابت ہیں ان کے انکار کی جرات کیسے کی جا سکتی ہے اور یہ بھی بد اخلاقی ہے کہ اپنی مرضی سے جو چاہی کرامت مان لی اور جس کا چاہا انکار کر دیا اس لئے کہ اسلام کا قانون اور اصول ایک باضابطہ چیز ہے ہر چیز اصول کے مطابق ہی مانی جائیگی اور اصول شریعت ہی سے اس کا انکار کیا جا سکتا ہے جس طرح حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی دوسری بہت کرامات مختلف کتب سے ثابت ہیں اسی طرح یہ بارہ برس بعد ڈوبی ہوئی برات کا زندہ نکلنا بھی چند بزرگوں کی کتب سے ثابت ہے چنانچہ کتاب سلطان الاذکار اور شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کی تصنیف شدہ کتاب خلاصہ قادریہ کے صفحہ ۴۰ پر یہ واقعہ تفصیل سے درج ہے اسی طرح مولانا برخوردار ملتانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب غوث الاعظم صفحہ ۲۷۷ پر فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ بہت مشہور ہے کسی واقعے کو ماننے کیلئے اتنی شہرت کافی ہے اور ایمان والوں کیلئے تو بزرگوں کے اقوال ہی سند کثیر ہیں کیونکہ انکار کی کوئی شرعی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور بلاوجہ انکار گناہ ہے بارہ برس کے بعد ڈوبے ہوئے لوگوں کو زندہ نکال لینا یہ میرے رب کی قدرت کاملہ سے جس،

کا ظہور ذات غوث پاکؓ سے ہوا اب اس قدرت کا انکار شان خداوندی میں اسی طرح گستاخی ہے جس طرح قرآن پاک کا بیان کردہ حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ کہ حضرت عزیز علیہ السلام سو سال تک فوت رہے اور پھر زندہ ہو گئے قرآن کریم نے سو سال بعد زندہ ہونے کا ذکر فرمایا اس کو ماننا اور اس کی حقانیت پر یقین رکھنا عین ایمان ہے اس کا منکر کافر صریح ہے حالانکہ سو سال بعد زندگی زیادہ تعجب ناک ہے بارہ سال بعد زندگی سے جو رب تعالی سو سال بعد زندہ کر سکتا ہے۔ اس کیلئے بارہ سال بعد زندہ کرنا کیونکر مشکل ہو سکتا ہے اور جب اس کا اقرار ہے تو اس کا انکار کیوں وہ بھی قدرت کا کرشمہ تھا یہ بھی نہ وہ قانونی فعل نہ یہ وہاں بھی معجزانہ طور پر قدرتِ الٰہی کو آشکار کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ جلد خراب ہونے والا سالن کھانا پینا سو سال تک نہ خراب ہوا اور لمبی زندگی والا اپنی طبیعی زندگی پوری کر کے مر جانے والا ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر گل سڑ گیا وہی دھوپ اور بارشیں جسم پاک عزیر علیہ السلام پر پڑیں مگر معجزانہ طور پر اس کو کچھ بھی نہ ہوا جس طرح یہ سب کچھ قدرتی امر تھا۔ اسی طرح بارہ سال بعد زندہ کرنا بھی قدرتی امر تھا فرق صرف اتنا تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کے جسم پر بطور معجزہ ظاہر ہوا۔ اور یہ غوث پاکؓ کے دست اقدس پر بطور کرامت ظاہر ہوا بلکہ یاد رکھو کہ جس طرح معجزات باری تعالیٰ کے قانون کو ثابت کرنے کیلئے ہوتے ہیں اسی طرح کرامات معجزوں کو ثابت کرنے کیلئے ہوتی ہیں قانون سے منکروں کو معجزات دکھا کر قائل و مائل کیا جاتا ہے معجزات کے منکروں کو کرامات اولیاء اللہ دکھا کر قائل و مائل و بے بس کیا جاتا ہے۔ پس یقینی حد تک یہ بات صحیح ہو سکتی ہے۔ کہ غوث پاک کے زمانے میں شاید حضرت عزیز علیہ السلام کے واقع کے کچھ لوگ منکر ہو گئے ہوں تو اللہ جل شانہ نے غوث پاکؓ کے ذریعے بارہ برس بعد ڈوبی ہوئی بارات کو زندہ کر کے اس واقع کی تائید و توثیق فرمائی ہو۔ اور پھر پوری بارات ڈبو دی تاکہ اس کرامت کے عینی شاہد زیادہ ہوں ایک دو آدمیوں کی بات کا انکار کیا جا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بارات میں بھی کوئی واقعہ عزیز علیہ السلام کا منکر ہو۔ بہر حال یہ واقعہ بارات عقلاً۔ نقلاً۔ شرعاً ہر طرح درست ہے فی زمانہ قرآن پاک سے اس کی تائید ہو رہی ہے ایسے صحیح سچے اور قابل قبول واقع کا صرف اس لئے انکار کرنا کہ حضور غوث پاکؓ کی ذات سے زندہ کرنا محال ہے تو یہ وجہ بے عقلی ہے اس لئے کہ اس سے بھی زیادہ تعجب

نیز کرامت غوث پاکؓ کی مرغی کو زندہ کرنا مدارج النبوت جلد اول صفحہ ۲۴۱ پر اور فتاوی حدیثیہ صفحہ ۲۵۱ پر بھی ہے حالانکہ وہ مرغی بھنی ہوئی اور کچھ کھائی تھی اور معتبر کتب اسلامیہ سے ثابت ہے خلاصہ یہ کہ بارات کی کرامت ہو یا مرغی کی، شرعاً قابل قبول ہے۔

اور غوث پاک نُور نظر صاحب لولاک بے شمار کرامات کے مالک و مختار ہیں یہ بات بھی ظاہر و ثابت ہے کہ معجزہ ہو یا کرامت انبیاء کرام اور ان کے ولیوں کو ان پر مالک و مختار بنادیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن پاک سے ثابت ہے۔ انہی کرامات میں سے ڈوبی بارات کو بارہ سال بعد نکالنا ہے جیسا کہ استدلالی طور پر قرآن مجید سے بھی یہ کرامت ثابت ہو گئی اور تاریخی کتابوں قصص اولیاء سے بھی یہ کرامت ثابت ہو گئی اور تاریخی طور پر بزرگوں کے حوالے سے بھی انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں۔ ہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس برات کا دولہا کون تھا تو کتب سیرت سے بھی اور تشہیر فی العوام سے بھی یہی ثابت ہے کہ وہ دولہا حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہا دریائی ہیں ان کا نام کبیر الدین ہے چونکہ اس برات کے دولہا یہی تھے فارسی النسل عجمی تھے اور زبان مادری فارسی ہی تھی فارسی میں تک شخص کو دولہا یا شاہ دولہا یا نو شاہ کہا جاتا ہے اور اسی طرح اردو زبان میں مستعمل ہے اسی لئے ان کا لقب شاہ دولہا ابھی تک چلا آ رہا ہے یہی بارہ برس تک دریا میں ڈوبے رہے اسی لئے ان کا لقب دریائی اب تک مشہور ہے ان کا ایک مزار ہمارے شہر گجرات پنجاب میں ہے اور ایک مزار صوبہ گجرات احمد آباد انڈیا میں ہے چنانچہ کتاب مقامات محمود صفحہ ۳۶۸ پر اسی طرح درج ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ ۳۶۹ پر درج ہے کہ آپ کو غوث پاکؓ نے اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا اور خدمت وضو پر مامور کیا تھا اور پھر حضور غوث پاکؓ نے آپ کو اپنا خلیفہ بنا کر گجرات بھیجا تھا یہ بھی روایت ہے کہ حضور غوث پاکؓ نے آپ کو اپنے وضو کا غسالہ پلا دیا تھا جس سے آپ کی عمر بجائے سو سال طبعی کے چھ سو سال ہو گئی کتاب حقیقت گلزار صابری صفحہ ۷۷ پر اس طرح درج ہے۔ بہر حال سوال مذکورہ میں مسئولہ کرامت غوث پاکؓ کی شریعت اور اصول قرآن کریم کے مطابق ہے اور کتابوں میں مشہور ہے اس لئے شرعاً بالکل درست ہے اور صحیح ہے۔ بلاوجہ ہٹ دھرمی سے انکار گناہ ہے ہاں البتہ یہ فوٹو جو بکتا پھرتا ہے جس کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے بالکل بناوٹی ہے اس کو خریدنا

چھپا پنا گھروں میں لگا نا سخت گناہ ہے

العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ جلد دوم صفحہ ۲۹۹ اب ایک اور استفتا اور اس کا جواب ملاحظہ ہو

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ غوث الاعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی کی کرامت بارہ سال بعد کشتی کو ترانے کا اصل واقعہ اور ماخذ کیا ہے۔؟

الجواب بعون الملک الوہاب

محبوب سبحانی حضور غوث صمدانی کی کرامت جو کہ دراصل قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے اس سے وہ شخص انکار کریگا جو دراصل قادر قدیر کی قدرت میں شک کرتا ہے ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا غوث اعظم نے رب قدیر کی قدرت کے تحت دعائے مستجاب سے ترایا تھا علامہ برخوردار ملتانی محشی نمبراس شرح شرح عقاید اپنی کتاب غوث اعظم صفحہ ۲۷ میں فرماتے ہیں اس پیرزن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور سخ- مشہور ہے اس کی شہرت ہی دلیل صدق کی ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دن حضور غوث الاعظم دریا کے طرف تشریف لے گئے دیکھا کہ چند عورتیں دریا پر پانی لینے آئیں۔ اور اپنے گھڑے بھر کر اپنے گھروں کو چلی گئیں مگر ایک ضعیفہ نے گھڑا بھر کر وہیں رکھ دیا اور اپنے منہ پر چادر ڈال کر زار و قطار رونے لگی حضور غوث پاک نے ضعیفہ کے رونے کا سبب خادم سے پوچھا خادم نے کہا حضور مجھے بخوبی معلوم ہے اس بڑھیا کا اکلوتا بیٹا تھا اس کی شادی بڑے دھوم دھام سے ہوئی برات دلہن کے گھر گئی نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو لیکر اپنے گھر چلی درمیان میں دریا عبور کرنا تھا باراتی کشتی پر سوار ہو کر آتے تھے کہ بقضائے الٰہی ساری برات دریا میں ڈوب گئی اس وقت تک بارہ سال گزرے ہیں مگر بڑھیا آج تک بیقرار ہے اور غم والم میں گرفتار ہے حضور غوث پاک نے جب واقعہ سنا تو خادم سے فرمایا بڑھیا کو میرے پاس لاؤ بڑھیا کو حاضر کیا گیا آپ نے فرمایا تیری درد بھری کہانی سے میں۔ بہت متاثر ہوا تیرے ساتھ وعدہ ہے کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوا دونگا پھر اپنے سر مبارک سجدہ میں رکھدیا اور بارگاہ ایزدی میں دعاء فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی دعا سے پوری بارات کو صحیح و سالم دریا سے نکال دیا یہ خبر جب شہر پہنچی تو۔ بہت زیادہ بت پرست حضور کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہوئے

اس روایت کو مندرجہ ذیل کتب نے بیان کیا ہے۔

خلاصۃ القادریہ، سلطان الاذکار، گلدستہ کرامت، مناقب غوثیہ، درۃ الدرانی، شریف التواریخ، تکملہ، روض الریاحسین، تاریخ شاہان اسلام، تفسیر نعیمی، تفسیر نبوی، تذکرہ علماء اہل سنت لاہور، توضیح البیان، کتاب بڑھیا کا بیڑا در العجائب، المجیب مولانا علامہ رضاء المصطفےٰ ظریف القادری گوجرانوالہ

ماخوذ از رسالہ ماہنامہ رضائے مصطفےٰ جلد ۳۹ شمارہ ۸۔ صفحہ ۸ یہ تھے وہ دلائل اور حوالہ جات جو مستند کتابوں سے پیش کئے گئے اب بھی اگر کوئی مریض القلب اس کرامت کا انکار کرے تو میں نے اس کا نام سواد اعظم یعنی اہل سنت والجماعت کے گروہ سے خارج کر دیا کیونکہ کرامت اولیاء سے انکار ایمان والوں کا شیوہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم المجیب (ختم شد)

واہ! کیا مرتبہ اے غوث! ہے بالا تیرا
اُونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرہ میں لاتا نہیں کتّا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے مجھکو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

(احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ)

جمعیت سادات (صوبہ سرحد) کی
پہلی سالانہ محفل نعت

سید محمد یاسر قادری

دل جس سے ہیں زندہ وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو

جمعیت سادات صوبہ سرحد کی نوجوان رضا کار تنظیم کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں پہلی سالانہ محفل نعت ۲۷ جولائی بروز اتوار بمطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۸ ہجری بمقام مرکزی دفتر جمعیت سادات کوچہ آقا پیر جان یکہ توت پشاور میں منعقد ہوئی جس میں خصوصی طور پر جمعیت سادات کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اراکین کے علاوہ سادات عظام کی اکثریت نے۔ جبکہ عمومی طور پر دیگر دوست احباب نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ جمعیت سادات کی اس پہلی سالانہ محفل نعت میں سرپرست اعلیٰ جمعیت سادات پیر طریقت، رہبر شریعت فخر المشائخ حضرت علامہ سید محمد امیر شاہ قادری گیلانی دامت برکاتہم العالیہ المعروف مولوی جی سرکار نے ایبٹ آباد سے خصوصی طور پر تشریف لا کر محفل کو چار چاند لگا دیئے۔

محفل کا باقاعدہ آغاز ۶ بجے عصر تلاوت کلام پاک سے ہوا تلاوت کلام پاک سید روح الحسنین قادری گیلانی نے پیش کی۔

اس پاک اور بابرکت محفل کی صدارت مولوی جی سرکار فرما رہے تھے۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض سید رضوان شاہ صاحب بخاری نے بہ حسن و خوبی ادا کئے۔

تلاوت کے بعد سرکار دو جہاں احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لئے نعت خواں حضرات تشریف لاتے رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار وقفہ وقفہ سے نعت کی زبان میں کرتے رہے جن جن حضرات نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے ان کے نام یہ ہیں سید نسیم السبطین، سید وقار احسن، سید شبیہہ الحسنین گیلانی، سید محمد محسن گیلانی، سید سجاد بخاری، سید منہاج شاہ، سید فیضان علی شاہ، سید حسین بخاری، سید طاہر علاؤالدین

گیلانی، سید طوغان شاہ، سید قیصر عباس، سید مقصود شاہ،
اس پاک اور روحانی محفل نعت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں تمام نعت خواں حضرات سادات کرام تھے۔ جنکی پیش کردہ خوبصورت نعتوں سے حاضرین محفل وجد میں آگئے اور پوری محفل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپکی آل پر درود شریف بھیجنے لگی۔ اس لحاظ سے یہ محفل منفرد اور امتیازی حیثیت کی حامل ہے

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

نیز دوسری بات ہے کہ اس محفل میں قدیم و جدید نعتوں کا اعلیٰ اور خوبصورت امتزاج پایا جاتا تھا۔ اور جب تمام نعت خوان حضرات نے مل کر کھڑے ہو کر قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھے تو حاضرین محفل پر ایک مسحور کن کیفیت طاری ہو گئی اور یوں لگا جیسے سب لوگ حضور نبی رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے شہر مدینہ منورہ میں آپ کے روضہ اقدس کی جالیوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور ہدیہ عقیدت بحضور سرور کونین پیش کر رہے ہیں

جس وقت پڑھو صلی علی آل محمد
سمجھو کہ رسول عربی دیکھ رہے ہیں

اس کے بعد منقبت در شان پنج تن پاک پیش کی گئی جس سے حاضرین محفل پر کیف و سرور طاری ہو گیا اور ان کے دل حب اہل بیت سے لبریز ہو گئے۔ یہ ایمان افروز منقبت سید عرفان شاہ صاحب نے پیش کی

بید م یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات
خیر النساء حسین و حسن مصطفی علی

محفل کے آخر میں تمام حضرات کھڑے ہو گئے سلام بحضور نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کیا گیا۔ اس کے بعد اختتامی دعا مہمان خصوصی جناب قبلہ سید ظفر علی شاہ صاحب بخاری نے فرمائی جس میں پاکستان کی سالمیت اور استحکام کے علاوہ عالم اسلام کی ترقی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔ اور نوجوان رضا کاروں کی اس پر خلوص کاوش کو بہت سراہا گیا جس سے انکی حوصلہ افزائی ہوئی اور انکی ہمتوں اور ارادوں کو مزید تقویت حاصل ہوئی نیز اس بات کا اعلان خصوصی طور پر کیا گیا کہ اگر

حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی نگاہ کرم اور بزرگوں کی دعائیں شامل رہیں تو انشاء اللہ ہر سال اس محفل کا انعقاد کیا جائیگا۔

محفل کے اختتام پر حاضرین محفل کی خدمت میں پر تکلف چائے پیش کی گئی جس کے بعد محفل اختتام پذیر ہوئی

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

قطعہ

آغا سید شریف حسین شاہ حسینی شاکر البغدادی

حضور غوثِ معظم کے آستاں کا سگ
حضور خواجۂ ہند الولی کے در کا غلام
یہ خاکسارِ خلائق یہ شاکرِ مہجور
مدام بھیجتا ہے آپ پر درود و سلام

سُلطانِ عاشقاں

حضرت مخدوم علاؤالدین احمد صابر کلیری

من آمدم بہ پیشِ تو سُلطانِ عاشقاں
ذاتِ تو ہست قبلۂ ایمانِ عاشقاں
در ہر دو کون جز تو کسے نیست دستگیر
دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقاں
صابر بخاکِ کوئے تو بر سر نہادہ ام
زاں رو کہ ہست کوئے تو سامانِ عاشقاں

شاہ محمد غوث اکیڈمی پشاور کا ایک اور خوبصورت شاہکار

تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے والے عظیم المرتبت مشائخ عظام
اولیاء
مخلص ترین گمنام مسلم لیگی کارکنوں کی گمشدہ مستند تاریخ کا ایک اور باب کھلتا ہے۔

حیات
حافظ سید محمد زمان شاہ قادری گیلانی
رحمۃ اللہ علیہ

سرحد مسلم لیگ کے صفِ اوّل کے رہنما اور تحریکِ پاکستان
کے اولین شیخ طریقت کے حالاتِ زندگی اور خدمات کا جائزہ

تالیف :- سید محمد انور شاہ قادری (ایم۔اے)

صفحات : ۲۹۲
قیمت : ۲۲۵ روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

سفید کاغذ پر بہترین کتابت، خوبصورت چھپائی اور رنگین جلد

ملنے کا پتہ
شاہ محمد غوث اکیڈمی یکہ توت پشاور